TILISM MOHABBAT

Bal Govind, Son of Lalata Prasad

Tilism-i mahabat

بتوفیق خدای سخن آفرین وتجلی بخش مضامین نور آگین

بہ فیاضی بابو بلبال گوبند صاحب ولد منشی لالتا پرشاد صاحب کایستھ سریواستو دوسرے

مرتبہ

منشی جگناتھ پرشاد صاحب

طلسم محبت

معروف بہ

مثنوی نگار چین

مع استت

سری گنگاجی
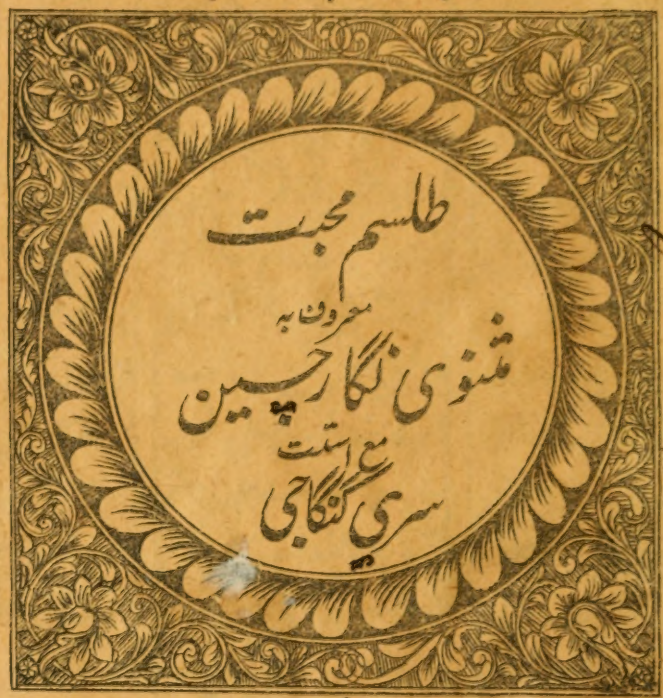
متخلص بہ نصرت

ناظر عدالت فوجداری اجلاس سٹی مجسٹریٹ صاحب بہادر شہر لکھنو محلہ مشک گنج تھانہ وزیر گنج

مطبع گلشن فیض لکھنو محلہ مولوی گنج طبع گردید

بار اول

حمد باری تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے شہنشاہ تخت کون ومکان
اے دہ نور بزم دانائی
اے شگفتہ کن ریاض جہان
مالک جن وانس وحور وملک
روشنی دہ جناب نورانی
سبب رحم وجود فیض اتم
تیزکن تحجر نظر بارے
تقویت بخش جان گدازان را
اے نگارندہ صفحہ لوح وقلم
روشنی بخش گوہر معنے
گہ گل تر وگاہ نغمہ ہزار
دست نہ نشیت غمگساران را
باعث عیش ریخ آلودہ
ہر غریبون کا دستگر ہوا
اے قلم کس ادب سی بڑھ نہ ذرا
خیال کا اس جگہہ گذار نہین

اے سر فرق خسروان جہان
اے شہ سرفراز عرش برین
اے ہویدا کن زمین وزمان
خورمی بخش خاطر غمگین
از ہمہ عیب پاک وآمائی
باعث عشق وحسن افزائی
واکن منظر نظر بازے
اے منور کن تجلی طور
بیخ کن نخلہاے جور وستم
عشق دہ عندلیب ابر گل
گاہ گلشن وگاہ فصل بہار
نور دہ جلوہ گر شمش وقمر
سبب فلک گنج آلودہ
نام کیونکر نہ آوسکا نادر ہو
لیکن ہووے ذہن نہ پرواز
طائر وہم ہے یہان پر بند

اے گل نخل باغ یکتائی
پردۂ چشم بد سے پردہ نشین
صنع گر بحر وبر زمین وفلک
باعث زیب محفل تزئین
مرہم زخمی سنان الم
یوسفے گہہ وگہ زلیخائی
جوش دہ طبع عشق بازان را
اے مفجر کن بہشت وحور
پیرہن بخش چاک سامانی
گاہ مے گاہ نعرۂ قلقل
سر در بخش خاکساران را
دہ بگردش نمائے شام وسحر
نام خلاق بے نظیر ہوا
جو کہ عالم یہ سارے قادر ہو
کیونکہ یہہ جانے فکر کا رہنین
کیا ہے طاقت یہان یہ ہو جو بلند

کر دعا ہو دعا تیری مقبول
لکھہ کچھ اب نعت ذات پاک رسول

نعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ساقیا جام کو مرے بھر دے
دلمین حاجب مصطفے کردے
شافع دین پناہ دہ امت

رافع رایت علی الہمت ا
خاص محبوب ذوالکریم ہین یہہ
ہے جو انمین وہ حق کی ذات ہین ہے
ہین یہہ مفتاح کار وابستہ
ابر سے جیسے گنجی دور برق نہین
ختم اُنپر ہے حق کی فرمان بری

پایدار انسی ہین نہ مین زمان
ہر رسولون سے بس عظیم ہین یہہ
ہے وہ نامہ تو یہہ ہین نامہ بر
ہین سر انبیا پیوستہ
یہہ ہی روز جزا کے شافی ہین
ہوئی شاخ نبوت انسے ہری
بس بچھا تو درود کا جادہ

نے انکے سبب سے دو نو جہان
انسے بڑہ کر نہ کائنات ہین ہے
ہے وہ معدن تو یہہ ہین پا گیے گہر
انمین اور حق مین کوئی فرق نہین
یہہ ہی اسرار حق یہ کافی ہین
اے قلم طول دے نہین زیادہ

سبب نظم کتاب

ایکدن خوش تھا جلسۂ احباب
تخم علمی ہر ایک بوتا تھا
بولا یون ناگہان کہ اے نصرت
ہے سخن مین ترے مذاق بڑا
ہے فصاحت تری زبان پہ اسیر
پر سخن مین ہے حسیت و چالاکی
کیا کرون گر کے مین ریاض سخن
پھول جب ہے تو چننے والے نہین
اونکا گر حال پوچھیے ہمسے
اور گدا اون کو شاہ کرتے تھے
لیکے اب اتنی عرض ہے میری
اونکے پیچھے پڑی ہے رحم کی خو
ختم بس انپہ قدردانی ہے
پیش کچھ جتنے تر انہ کیا
انکو قایم رکھے خداے جلال
موتیون سے سخن سجاے ہین
تجھے مژدہ یہہ خوش سناتا ہون
اوٹھا میرے قریب سے ایک بار

دوست بیٹھے تھے کل بدل شاداں
اتنے مین ایک مونس غمخوار
کچھ دیکھا یار طبع کی جودت
شاہ مضمون کا مشیر سے تو
اور ملاحت ہوئی ہر دامنگیر
کہکے جب چپ ہوا وہ خیراندیش
اس گہر کا نہین رہا معدن
اسطرح جاہین زر لوٹا دیون
قدردانی اونھین کے تھی دم سے
ہنس کے وہ ہمدم حمید صفات
اسی بر آئی آرزوے تری
پشت نبلس کے یہہ پناہ ہین آج
ہر سخنور پہ دُرفشانی ہے
ایک ساعت نہ دیر کرتے ہین
سکۂ علم کی ہے یہہ ٹکسال
کون ایسا جہان مین ہے مشہور
بخت خفتہ ترا جگاتا ہون
اور احبابون کو بلانے لگا

ذکر شعر و سخن کا ہوتا تھا
ذی ہنر ذی خرد زبان طرار
کیونکہ دلمین گی اشتیاق بڑا
عندلیبون کا ہم صفیر ہے تو
ہے طبع مین بھری ہوئی باکی
تب کہا مین نے اے محبت کیش
جنکی حیلہ ہے وہ ہواے نہین
پر سخن در سے بات بھی نکرین
بیکسون کی نباہ کرتے تھے
لگا کہنے کہ ٹھیک ہے یہہ بات
یعنی اب والئ دکن ہین جو
وقت کے اپنے بادشاہ ہین آج
جس کسی نے انہین بھانہ کیا
آب رحمت سے سیر کرتے ہین
نت نیا ایک چلن دکھاتی ہین
جیسا ہی آج اونکے دم کا ظہور
الغرض کہکے وہ انیس شعار
مجھکو یہہ تنز سے سنانے لگا

کہ اجی آو یہہ نمانیے سگے
سنکے چلنے لگے ہم سب یار
کرکے اسطرح کے ہنسی کے کلام
دلمین تب مین نے یہہ جمایا خیال
کچھ سخن پیش کیجئے ان کے
شیشہ و جام کو بہم کردے
قدر دان ہنر سخن پرور
نبع رحم ظل سبحانی
جود و بخشش مین لاجواب ہین یہہ
اور سخن دُر سے تول لیتے ہین
جس سخنور نے لکھہ کے لخت جگر
دامن حرص بھر دیا اوسکا
داد دی اوسکو جانفشانی کی
اور انکا نظیر کس جا ہے
لوگ کہتے ہین عقل کا بانی
اور نہین کوئی قدر دان ایسا
رہے اقبال اُنکا اور جلال
چمن قدر کا یہہ پھول رہے
ہان اب اے طبع عندلیب شعار
پڑہین تعریف گل زمین زمان
گل تشکے مجھے چراغ کہین
نئی رنگین شاعری ہووے
جیسے تازہ چمن فصل بہار
مست ہون لوگ اسکو سنکر
کوئی پروانہ بنکے سوزان ہو
مثل گل کوئی ہو گریبان تار
کوئی کوچہ مین قاتلون کے جا

اُنہی اُد پیچ پیچ تانے گے
بعد ازان منس کے پھر وہی لولا
گیا وہ سب کو لے کے نیک انجام
کہ بلا شک ہین والے موصوف
جوہری ہون تو تو لئے انکو
وے مجھے جوش مین شراب سخن
ہر سر نیکیان کرم گستر
اختر برج جود و فیض و اتم
برج حشمت کے آفتاب ہین یہہ
کیا کوئی انکی ہمسری پائے
کر دیا جاکے اُونکے پیش نظر
مال و زر اسقدر دیا اوسکو
عمر بھر اوسکی قدر دانی کی
ایک عالم مین اُونکی دہوم ہے
سب ہون نادان وہی ہمہ دانی
سخن با صفا کے پرور رہین
رہے جاہ و حشم با ستقبال
اے قلم ژرف فراخ ہو نہ سوا
نغمہ سنجی کی کچھ دکھا دے بہار
ہو وہ مضمون کی حسن کردار
شعرا صاحب دماغ کہین
گل سخن سحر سامری ہووے
بنے بلبل کی طرح تیرا دہن
نہین دیوانے سر کو دہن دہنکر
کوئی دیوانہ بنکے حیران ہو
عشق کا گوئے دل سے ذکر کرے
خنجر غم جگر پہ سو سو کھائے

خبر یہہ سنکے سب ایکبار
کہ اجی ہمسے مانا نہ بُرا
جبکہ سب جلد ئی وہ یار بحال
ہین بہت جود و فیض مین معروف
ساقی پر کرم کرم کردے
لکھون اوصاف بادشاہ دکھن
جمع ہر علوم ردحانی
گوہر درج پاک فضل و کرم
عقدہ علم کھول لیتے ہین
جنکو حاتم بھی دیکھہ شرمائے
حق تالیف زر دیا اوسکا
دل سے مستغنی کر دیا اوسکو
ایسا روشن ضمیر کس جا ہے
شہرت انکی بشام و روم ہے آج
ہے نہین کوئی خوش زبان انشا
سب ہین مداح جو سخنور ہین
گاو ہر تار ہین کے جھول رہے
انکا اوصاف ہو نہین سکتا
سنکے شاد گل غان جہان
وجد مین آئے انجمن ساری
بلبلین نغمہ زن کہین مجھکو
اسطرح کے نئی نہون گل اشعار
اُڑ گئے کو باوہ ریاض سخن
کوئی مجنون بنے کوئی فرہاد
نعرہ زن ہو کوئی انسان ہزار
کوئے معشوق لوٹے فکر کرے
کوئی عاشق نیا شگفتہ ہو

کوئی زلف صنم کا لبتہ ہو
الغرض سب ہون جام عشق سے مست
مثل دلبر چھپا نقاب مین ہون
شن تو اپنا ہے کھیل کھانیکا

کوئی خورشید پر ہو کبک دری
اب قلم رگ بہتان پہ ہو سر دست
ایسی تحریر سے حجاب نہ
حوصلہ کوہ کے اوٹھانے کا
ہو یہ سب کچھ یہ طفل مکتب ہون

سرو قد پر کوئی بنے قمری
ہین ابھی غلبہ شباب مین ہون
سب ادب سے لکھے جدا لگا نہ
گرچہ مانا کہ رند مشرب ہون

آغاز داستان

ساقیا مے مجھے سوا دیدے
مثل بلبل کرون ترانہ مین
تخت گاہ یمن مین تھا اک شاہ
نہ رعیت پہ آ سکے کوئی ضرر
قاطع بیخہائے ظلم گران
رستم پیل ہوتا تھا لرزان
تھا پسر اُسکا ایک غنچہ دہن
نظر بد سے دور رکھتا تھا
شہرت حسن اُسکی ہر جا تھی
عشق سے تر دماغ تھا اوسکا
مثل مجنون اگر دیوانہ تھا
ڈھونڈھتا تھا وہ ہجر کی راتین
حُسن مین پیشہ تھا غیرت ماہ
نام رکھا تھا اوسنے نور نظر
اسقدر بڑھ گئی وفا اوس سے
ایک جا رہتے دونون شمس و قمر
ایک دن ہنس کے شاہزادے نے
نکہت گل سے خوش دماغ کرین
ہے غنچون کی کچھ لہک دیکھین
بھرا سینہ مین بھی غبار بہت
سنکے ابن وزیر نے اوٹھ کر

کوئی جام جہان نما دیدے
اُس پہ ہوے جہان سب شیدا
نام مشہور تھا مظفر شاہ
عالم وقت تھا عطا مین وہ
رافع رایت پناہ و امان
عذر طاقت سے آہ ہی کرتا
کیا موسوم اُسکو لعل یمن
حسن مین بے نظیر تھا وہ ماہ
اوسپہ شیدا تمام دنیا تھی
تھا اگر بادۂ شراب سے مست
یہ کسی کا نہین بہانہ تھا
تھا شہنشاہ کا اک وزیر کبیر
ایک عالم کو اُسکی رہتی تھی چاہ
اُسکی خدمت مین روز حاضر تھا
نہین ہوتا تھا وہ جدا اوس سے
تھا مصمم وہ ہر ارادہ کا
کہا اپنے وزیر زادے سے
بلبل و گل کا کچھ گلا دیکھین
آب جو کی ذرا جھپک دیکھین
پائے راحت دل ہزار اپنا
کہا گلگشت کیجیے سرور

حسن سے تازہ لکھون فسانہ مین
عشق ہو شعر شعر سے پیدا
نہ کسی کا تھا اوسکو خوف و خطر
حاتم وقت تھا سخا مین وہ
رو برو سے نگاہ خشم کنان
شیر بکری کی خاد ہی کرتا
اوسے وہ مثل حور رکھتا تھا
مثل بدر منیر تھا وہ ماہ
حسن سے پر ایاغ تھا اوسکا
لیک قابو نہ تھا اوسے سر دست
پوچھتا تھا وہ عشق کی باتین
اک پسر رکھتا تھا وہ ماہ منیر
باپ کا تھا وہ اپنے لخت جگر
خوب شہزادہ سے وہ ماہر تھا
ہمنشین اوسکا تھا وہ شام و سحر
راز دان تھا وہ شاہزادہ کا
چلو اسوقت سیر باغ کرین
سرو قمری کو ایک جا دیکھین
دل مضطر ہی بیقرار ہے بہت
فرو ہوے یہ سب غبار اپنا
روے غم پر خوشی کا غازہ ہو

بوے گل سے دماغ تازہ ہو
پہونچے گلشن مین خود وہ حور نژاد
ہر روش پر بہم ٹہلنے لگے
ایک ایک گل چمن سے توڑ لیے
اور رہی تھی لسبان روے نگار
کہین گلدستے سنگ مرمر کے
اور رکھی تھی مسہری اک نایاب
الغرض وہ نہال نور کا گل
کہہ تو یان سو رہین ذرا اک دم
دل میرا بیقرار ہے بے حد
اب ہوا اور کچھہ سمائی ہے
تابعداردن کو عذر کیا ہے حضور
اس سے تھوڑی سی عرض کرتا ہون
مہر خوبان کا فلک جو ہالہ ہے
اسلیئے اتنی عرض کرتا ہون
نہین غفلت مین زیادہ آئیگا
ہوا خاموش بس وہ غنچہ دہن
چند عرصہ مین سو گیا وہ ماہ
بخت خفتہ نے آکے گھیر لیا
لے کے شمشیر پھرنے چلنے لگا
حق خدمت لگا ادا کرنے
لیک اُسکو نہ ہوش تن کا تھا
بلکہ ششدر رہا اس مین تھا وہ
نہ نظر کرتا تھا یہ نور نظر
حضرت عشق کی تھی جلوہ گری
ہر گلون پر نگاہ کرتا تھا
شرر عشق اور تیز ہوا

الغرض تھوڑی تھوڑی ہو کے سحر
بلبل گل نے دی مبارکباد
مست دونو یہ حور زاد ہوئے
آکے بارہ دری مین بیٹھ گئے
شائقین دیکھہ دیکھہ کر جان دین
جنکو دیکھے بجے تو مر مر کے
آو سیہ بیٹھے تھے دونون گلشن
دلمین کچھہ کہا کہ ہیچ جوان سنبل
کبھی کچھہ اضطراب کی خواہش
بیٹھنا ناگوار ہے کی حد
حسن کے ابن وزیر نے ہنسکر
آپ سوئین یہان بہیش و سرا
میری ای شاہ جان بخشی ہو
اسکا طرز ستم نرالہ ہے
سوئیے آپ خوب ای گلفام
کوئی تازہ نہ گل کھلائیگا
شاہزادہ نے منہ چھپا کر کے
خواب غفلت مین ہو گیا وہ ماہ
اودھر کے ابن وزیر شوخ ادا
گرد اس گل کے وہ ٹہلنے لگا
بعد عرصہ بدید کے وہ ماہ
نہ خیال اسکو کچھہ بدن کا تھا
سر کے اوجھے ہوئے تھے سب گیسو
لیا خود رفتہ تھا وہ رشک گہر
تیر مژگان کا تھا وہ گل مجروح
دل سے ایک سرد آہ بھرتا تھا
گنج گلشن کو تارتا تھا کبھی

چلے گلگشت کو وہ رشک چمن
ازرہان دونون کے بہلنے لگے
سیر گلشن سے خوب شاد ہوئے
تھی وہ بارہ دری جواہر کار
ایسے رکھتی تھی خوش نمایان کے
چھڑکا تھا وانیہ عرق مشک اور گلاب
سامنے رقص مست طاؤس ان
لگا کہنے کہ ای میرے ہمدم
ہوئی ہے مجھکو خواب کی خواہش
سیر گلشن سے جی نہایت ہے
کہا سُنیئے تو ای میرے سردار
پاسبان مین حضور کا ہون
کیونکہ ڈرتا ہون نیند آفت کوئی
اس سبب سے بہت مین ڈرتا ہون
لیکن اتنا رہے خیال بہ اہم
کریے کچھہ بیدار ہی بیدار تھوڑی تن
نیند کو چشم سے بلا کر کے
لے کے کروٹ مین منہ کو پھیر لیا
اُس مسہری کے گرد پھرنے لگا
بس طواف اسکا وہ لگا کرنے
اور تھا بستر سے جون نسیم لگا وہ
نہ کچھ اپنے حواس مین تھا وہ
تاکتا تھا چمن کو وہ ہر سو
کیسا ہوتا وہ خود مین رشک پری
نکلی آتی تھی اُسکی تن سے روح
چشم سے جبکہ آب رنہ تھا ہوا
جامہ تن کو پھاڑتا تھا کبھی

اُس شمائل کو ڈھونڈھتا تھا کبھی
نعرہ زن گاہ مثل بلبل زار
دیکھ کر حال یہہ وہ ابن وزیر
خوف عالی سے کانپتا تھا کبھی
سمجھے یا کہ ہے کوئی آسیب
اسی سکتے مین تھا وہ ماہ منیر
کہ آہ ای نور نظر میرے غمخوار
چمن عشق کا ہزار ہون مین
دیدہ دید دل کو دلبر ہے
طرز شوخی بھی کچھ دکھایا مجھے
سنکے مضطر کلام وہ غمگین
اُسکو ہمہ خاکسار کرکے دکھائین
کہیے احوال تاجدار اپنا
بولا ای چشم نور لطف اتم
رہی مجھکو خبر نہ اُس جان کی
نخل تھے اُسمین خوشنما و بدیع
نور قدرت تھا یا کہ باغ تھا وہ
کہ ذرا آنکھ تک نہین ٹھہری
غنچہ ہر اک وہان بستہ تھا
گل جو سب کھلکھلا کے ہنستے تھے
وہ چمن مین تھی اک بہار کی دھوم
سنگ مرمر سفید کی چوکی
تازگی اپنے دل مین نادم ہے
کہ نہین جسکے مثل دل ہون تر ہے
صید صیاد پھانستے تھے کہین
او سپہ تھی نور حق کی جلوہ گری
دست قدرت نے کچھ سکھایا تھا

اپنے قاتل کو دیکھتا تھا کبھی
اشک خون چشم تر سے جاری تھے
دلمین گھبراتا تھا وہ ماہ منیر
رنگ تھے ہوش کیا ہوا اُسکو
دیدیا یا کسی پری نے فریب
اتنے مین اُسکو ہوش کچھ آیا
دل نہین قابو مین مرا ای یار
کیا کرے دل یہ کچھ اجارہ نہین
کاری دل پر نگاہ خنجر ہے
ایسی پیاری دکھائی ہے صورت
بولا اُس گل سے آپ مت ہون حزین
رد کیجے دل کی بیقراری کو
جانیے گرچہ جان نثار اپنا
سویا ہون جو مین ای مراد رفیق
خواب مین سیر کی پرستان کی
کچھ عجائب تھا اُسمین پھول کھلا
نیر مظہر کا یا چراغ تھا وہ
ہر چمن نور سے سنوارے ہوے
بوے جنت کا رو مین رستہ تھا
بلبلونکے تھے چہچہے ہر سو
طائرونکا ہر اک شجر پہ ہجوم
جسکو دیکھے تو سنگدل ہو نرم
ہر چمن کی بہار خادم ہے
ابر رحمت کے ادنیٰ فوارہ
مست طاؤس ناچتے تھے کہین
وہ عمارت تھی جسکا پیمانہ
حور و غلمان نے وہ بنایا تھا

گاہ قمری کیطرح کرکے پکار
عشق پیچ غش اُس قمر پہ طاری تھے
تھام کر اُسکو بیٹھتا تھا کبھی
ہائے کسنے یہ کیا کیا اسکو
کیا کرون اسکی فکر کیا تدبیر
رو کے اتنا زبان سے فرمایا
اس سے اسدرجہ بیقرار ہون مین
زندگی یار بن گوارہ نہین
جام جب یار نے پلایا مجھے
چشم دل مین سمائی ہے صورت
جسکی خواہش ہو وہ شہا فرمائین
جان حاضر ہے جان نثاری کو
یہہ سخن سنکے وہ اسیر ستم
پیگیا جام بیہوشی کا عمیق
اولا دیکھا ایک باغ وسیع
چشمہ رحمت کی ہے نشو و نما
ہر روش پر تھی ایسی جلوہ گری
ہر شجر گل نئے اور بہاری ہوئے
طائر رو بہم اوڑکے پھنستے تھے
تازہ سبزہ کی لہلہے ہر سو
ایسے پاکیزگی سے بچھی ہوگی
فرش خلد کو بھی آئے شرم
حوض بھی اُسمین ایسے تازہ ہے ہر
آب قدرت کے ادنیٰ فوارہ
جسمین اک نہر تھی بازہ وری
تھا وہ بالکل طلسم کا خانہ
اُسکے اوصاف کیا بیان کرون

ہے یہہ بہتر کہ چپ زبان کردن
ایک سکتے مین تھا کہڑا اُسدم
ہوا اک شور اُوسکے آنے سے
جیسے نکلی تھی وہ مہ عالم
ٹہنیون مین شجر نہ ہلتا تھا
وہ نزاکت تھی اُس پری مین بھری
بارہ عشق کی وہ رہزن تھی
تیر مژگان کے پار نشتر تھے
آنکھہ گر کیتی تھی ہرن کا شکار
جیسی سرخی تھی اُوسکے لب کی عیان
جیسے لعلون کی تھی نقاب پڑی
دفن اوس رخ پہ خوب زیب تھا
شرمگین دیکھہ آفتاب ہوا
کسی محرم تھی سینہ پر وہ شمن
چھٹتا کچھ زبر پر سینہ تھا
مین تو کہتا ہون نازکی کمر
خدا جانے کہ کون تھا وہ قمر
اب لباس بدن کا سنیے حال
اودہ سیرمین رخ ماہتاب
کا بدلی کرتی ہوئی اودہ سبز
عطر اوسمین گلاب کا تھا بسا
اور گلو بند گلے مین آپی ڈال
پیرہن مین ولایتی اک بوٹ
اور اوتنی گھڑی لگی اوسمین
اسطرح تھی حسن کی پاکی
تو بہت طول داستان کرون
مجھسے پوچھا کہ کہون یہان آیا

دیکھہ کر یہہ طلسم ہوش رہا
آئنے مین ایک قاتل عالم
گل چمن مین تھا اک جسنر پیدا
باغ شجر کو تھا سکتے کا عالم
پھولی نرگس تھی آنکھہ پہلا تا
بال پر لوٹتا کیک دری
لوح قدرت کی تھی وہ شانہ سیر
برق اُن ابرون کے خنجر کی
کعبہ رخ مین تھی نہ وہ سنے
ایسی میری کہین مین لعل کہان
وہ دہن چشمہ حیاتی تھا
چاہ غبغب تھا یاکہ سینہ تھا وہ
رغب چہرہ یہ صاف سیاہی تھا
ودقیہ نور کے تھے جلوہ فگن
وہ شکم صاف تختہ قاقم
ہو کے جیتا تو لوٹجاے کمر
کون معدن کا پاک تھا وہ گہر
اوڑھے تھی اک دوپٹہ دھانی
کیسا روشن تھا خوش نما تھا یہ
سینے مین کرتی جیست زیب بدن
سرخ اطلس کا پایجامہ تھا
نازو انداز کی بنی تھی پری
جسکی لپوے جمک دلونکو لوٹ
پہنے وہ حسن سے ادبلتی تھی
ادر ستم اوسپر سادہ پوشاکی
الغرض مین کہڑا تھا سکتے مین
لیکن اُسکو جواب کچھ نہ دیا یا

مجھے ہوش دم اس کچھ نہ رہا
کہنے اوسپہ طلسم والے تھے
تھے کس کے نہ ہوش اوسپہ بجا
کوئی برگ شجر نہ ہلتا تھا
کہنی سنبل تھا وہ بال کہلا تھا
زلف تھی اسکی یا کہ ناگن تھی
جسکو شرمائین دیکھہ بادہ تین
جیب وہ پتون کو کرتی تھی بیدار
تھا وہ خط اک نشان ہو دیکھے
دانت تھے یا کہ موتیون کی لڑی
وہ دہن غنچہ نشاطی تھا
ہمسر رخ نہ ماہتاب ہوا
وہ گلا نور کی صراحی تھا
صاف کینہ سے اوسکا سینہ تھا
جسکو عیسی بھی دیکھہ لوین قسم
لب مین آگے نہین ہون کہہ سکتا
کردیا جس نے ہمکو ایسا زار
جس سے پر طوطے کا بھی شرما جاے
وہ دوپٹہ تھا یا کہ نور فطر
جسپہ تحریر کے پہول جلوہ کن تھا
ریشمین اوروہ ہاتھہ مین رومال
پانگین کے غرور سی تھی بہری
پاپوش خاص تھی سبھی اسمین
مثل طاؤس مست چلتی تھی
گرچہ زیورہی کچھ بیان کرون
اُس پری دش نے آکے آئنے مین
جب تو وہ مست بادہ مستی

اُس جگہ سے بڑھے مگر ہستی
عمر سن برس بارہ یا کہ تیرہ کا
کہ وہ ماہ دو ہفتہ حور نژاد
کشتہ ناز اُس پری کا تھا
کہا مجھ سے بطور غصے کے
مین نے یہ سُنکے اُوسکا طرز کلام
کھینچ کر اک گلاب مار دیا
مین پلٹنے تلک نہ پایا تھا
یک بیک آنکھ کھل گئی میری
اُسنے مہ کی جھلک دکھادی تجھے
ورنہ یہ جان ہاتھ سے جاے
اے مہ آسمان و حور وستم
گوہر معدن نظر بازی
یہ تو ہم سمجھتے تم ہو بسمل
سینۂ پاک کو فگار کیا
شوق سے اُوسکے جان نثار ہون آج
دل سنبھالو ذرا مہ رخسار
نہ ابھی اسکا زیادہ ذکر کرین
ورنہ سارے یمن مین غوغا ہو
اسکے کہنے مین ہین بڑے نقصان
جس نے پیدا کیا یہ دردِ جگر
پہلے دریافت ہو مقام اُوسکا
گرچہ مہ ہے تو کون برج مین ہے
کون سے آسمان کا ہے اختر
بعد ازان دل کو پاس نالش کرو
جب شنا تھا جنون کا وہ بانی
پا کہ تیشہ کو ہاتھ سے مارا

بوٹ کو پیر سے جھٹکتی ہوئی
اُس سے ہرگز نہین تھا یا سوا
گئے پارہ دری کے جو ہین پاس
ہوش کچھ بھی نہین تھے یار بجا
آپ گلشن سے جائیے [illegible]
ہوا اُسجا سے بارہ زمین حرام
بعد ازان ہنستے ہنستے وہ گلپوش
ہوش تک بھی نہ اپنے آیا تھا
اب تو مین مست اُسکے خواب مین ہون
اُس پری کی جھلک دکھادی تجھے
سُنکے اُن وزیر نے کل حال
کشتہ ایک نگاہ ناز و نعم
اے محبت و عشق در زندہ
نگہہ تیز ہو گئی قاتل
زلف نے کر دیا اسیر ستم
دلے اتنا نہ بیقرار ہون اب
کہ کوئی صورت وصال ہو پیدا
اُسکے ملنے کی کوئی فکر کرین
نہ کہو کوئی اس سخن سے ہو ماہر
اس سے کہتا ہون ای مہ تابان
وہ پری ہے وہ یا کہ حور ہے وہ
کیونکہ ظاہر نہین ہے نام اُوسکا
کہان ہے وہ پری طلسم مکان
کون معدن سے ہے وہ پاک گہر
گرچہ مجنون تھا عشق کا پتلا
کہ وہ لیلی تھی ماہ نورانی
اُسکی قاتل کا نام تھا شیرین

ہر قدم پر کمر لچکتی ہوئی
ولولہ کم سُننے سے دل تھا شاد
مین ہوا اُوسکے دید سے بے آس
کہ پلٹ کر پھر اُوسنے شوخی سے
یہان ہرگز نہ آئے صاحب
جو ہین آ گئے مین کچھ وہانسے ڈرتا
ہوئے بارہ دری مین روپوش
پر کی کچھ کھٹک سُنتے پری
مثل دیوانہ اضطراب مین ہون
تو ابھی ہوش رفتہ پھر آئے
ہوا بلبل کیطرح شیرین مقال
اے گل گلشن نظر بازی
اے الم کش نصیب خوابیدہ
تیر مژگان نے اپنا کار کیا
لیکن اب اتنا عرض کرتی ہین ہم
غم کو ٹالو ذرا مہ رخسار
ورنہ اور اس سے بس ملال ہو پیدا
نہ ابھی اسکا کوئی چرچا ہو
کسی پر یہ حال ہو ظاہر
اولاً دیکھین کون ہے وہ قمر
انظر آدم ہے یا کہ دور ہے وہ
گرچہ گوہر ہے کون درج مین ہے
کون اُس حور کا ہے باغ جہان
پہلے اُس ماہ کی تلاش کرو
اُوسکے دلبر کا نام تھا لیلے
کوہکن نے جو عشق کو باندھا
جب تو دی اُوسنے اپنی جان شیرین

نہ پتہ ہے نہ نام ہے اُوسکا
نہ تمھیں جانو کون ہو وہ ماہ
ملے اسطرح چاہتے وہ محبوب
کرلین مضبوط راہ حق پر دل
میرے نزدیک شاہ یہ چاہئے
بندہ ہر طور پر ہے فرمان بر
لولاند پر خوب نکلی واہ
نہیں ہے محل حال زور اپنا
چین پاتا نہیں دل ناکام
بھرے آتے ہیں آنکھ میں آنسو
آپ میں ہوں نہیں اے غنچہ دہن
اب کسی سے نہیں ہے مجھکو کام
نہ اوٹھیگی یہہ مجھ سے جور و ستم
سنکے وہ باغبان باغ وفا
اپنی یہہ فکر سہل ہے سارے
کہ وہ ہوں روکنے کو آمادہ
اشعار لکھیگا سو دلمیں خیال
کیونکہ اسمیں بہت ہیں نقص و ضرر
اسلیئے تک رہا ہوں آج مرزا
کہا اے غمگسار من اچھا
مجھ تو بہت ہی دانشمند
جبکہ ملنے کی ہو چکی تدبیر
چلا نور نظر بھی اپنے گھر
دلمیں دیوانہ وار تکتا تھا
جیسے غنچہ کا ہوتا ہے لب بند
تھا اجازت شکار کا مطلوب
بس تھی رخصت کی انتظار اسے

تم تو ہیں بیٹھے اُوسکے دیوانے
کسکے ہم عشق میں ہیں کسکی چاہ
بادہ گردی ہے پھر باندھی ہیں
لوٹنے چاہتے وہ قہر منزل
آئے جیسی ہوا ہے پاک شباب
جیسا چاہتا ہے کھینچے سر و سا
چلے صحرا کی خوب سیر کرین
شاید ہوئے کشود کار اپنا
نکلی آتی ہیں دل سے خوں آمین
نکلے آتے ہیں سب نہ لو ہیں
نیش غم کا تراوش جا رہی ہے
بس فقط ہے زبان پہ یار کا نام
حاصلہ ایسا تو اب خیال ہیں
شاہزادہ سے عرض کرنے لگا
شہ سے رخصت نہ پڑا ہے شکار
طول ساعات کا گذرے زیادہ
آمادہ رکھیگا خوش خیال اپنا
کردی گر شاہ کو کسی نے خبر
سنکے وہ مرغ دام پیچ و خم
وہ لگر و پناہ تو نے محبوب سے کہا
تیری تعریف کیا کروں اتنا
بیٹھے گلشن سے دونوں یاد منیر
شاہزادہ کا کیا لکھوں میں حال
تھا زمان محل کو تکتا تھا
ایک پھر اُوسنے دلکو کرکے کڑا
اس سے دلکو خوشی تھی اوسکی خوب
ساقیا دو اگر یہ جام سخن +

اور مجھکو نہ وہ پری جانے
میرے نزدیک یہ صلاح ہے خوب
نخل مقصد کے تب ثمر پاتے ہیں
ورنہ یہ درد و آہ بے جا ہے
سنو مجھ سے بیان بلند القاب
سنکے وہ زخمی سنان نگاہ
تڑپتے تھیں پر درد و بیزار
کیونکہ اس جا مجھے نہیں آرام
سنو تھیں ہیں عنوان سے سب باتیں
شعلہ عشق تھی ہے آتش زن
لگ گیا تیر عشق کاری ہے
تو مجھے ملنے کی جلد کر ہمدم
شاہ کو تم ہیں ہو ملال نہیں
اے نخل گلشن وفاداری
نہیں یہ حال ہو زرا اظہار
نہ کسی پر ہو ظاہر یہہ حال
ہو نہ شاہت زرا ملال اپنا
تو یہہ سب عزم اپنا ہو بیکار
دلمیں اپنے بہت شاد ہوا
راے تیری مجھے بہت ہے پسند
دل میرا جانتا ہے اے غمخوار
آئے وہ قصر میں گیا اندر
جیسے وہ گھر گیا تھا بدر ہلال
سکتے میں اسطرح تھا وہ دل تنگ
نہ مجھو لیوں سے ہنسنے لگا
نہ تھی اسد رہ بیقراری اوسے
اکر کے وہ کھلا اُن مجھکو نام سخن

تخت کہ اک عدن جو تھا مشہور
تھا وہ مشہور شاہ انور شاہ
تھا ایسا تھا اوسکا جاہ و جلال
وہ دیکھا یا تھا رعب و مکنت کا
دولت و عمر غرور احت و آرام
سب تھا موجود اوسکے خاطر خواہ
ایک لڑکی تھی اوسکو رشک سمن
چشم نرگس حیات کی صورت
اکثر اوقات وہ ہمایون جاہ
اوسکی الفت مین رہتی تھی بیتاب
بھولی باتین وہ گل جو کرتی تھی
شاہ کا ایک وزیر اعظم تھا
وہ بھی اوس گل کی ساتھ رہتی تھی
چاہتی تھی اوسے دل و جان سے
کم سنی سے ذرا ابھرتی تھین
بھر گیا اور نور حسن و جمال
جیسے لی تازگی ہر اک گل نے
چشم نرگس کو نیم خوابی دی
چھٹ گئے دل جہا نہین یکتائی
جبکہ روشن ہوئی اوس شمع بینی
غنچوں نے بند چند سنجی کی
آب خوش سے چاہ ذقن جو کھلا
کر رہی تھی آب و تاب سینہ نین
بیٹھ وہ بزم مثل مخمل سے
ہون سزاوار کور نظری کا
رونمان پردہ حجاب مین تھی
جانین جو رونکی صورتی چلتی تھین

اسمین اک شاہ تھا نہایت مغرور
خسروں مین وہ عدل پرور تھا
لہ لرزتا تھا سامنے اقبال
کہ رعایا تھی مدح خوانی مین
سب ہوے اوسکے آپ ہی غلام
شاہ ہونین نیک نام رکھتا تھا
کیا موصوف اوسکو ڈر عدن
اوسپہ وہ شاہ جان دیتا تھا
لاتا تھا بار عام مین ہمراہ
دیکھا کرتے تھے اوسکو دم بدم
یا تہ کانون یہ ہاتھ دھرتی تھی
اوسکے بھی اک تھی مہ لقا دختر
دل سے بے طرح اوسکو چہتی تھی
وہ بھی اوسپر فدا تھی اوسپہ فدا
دونون آپسمین کھیلا کرتی تھین
تن نے کھلایا رنگ سمنی کو
زلف سے پیچ پائے سنبل نے
ابروں مین جو آبداری ہوئی
جب ہوئی تیز تیز مژگان کی
لب نے لعلی دی لعل ستی کو
ہوئی شہرت جو غنچہ دہنی کی
طرز دکھلایا رعب شاہی کا
نور کے دوحیات سینہ مین
جس سے آئینہ آبدار ہوا
وصف گر لکھوں موی کمری کا
وصف کا اوسکی جب مین اہر ہون
باتین قدرت کی لو او نکلتی تھین

دی خرد ذی ہنر سکندر جاہ
ہر غریبوں پہ فیض گستر تھا
وہ جمایا تھا رنگ حشمت کا
شیر بکری کی پاسبانی مین
ہے کسی چیز کی نہ اوسکو پناہ
راہ بد مین نہ گام رکھتا تھا
تھے وہ مہ ماہتاب کی صورت
گود مین بار بار لیتا تھا
شاہ ہوتے تھے جیطرح شاد آہ
نہین کرتے تھے وہ جدا کدم
ایک نیا تازہ گل تھا اور کھلا
اوسکا رکھا تھا نام سلک گہر
اور وہ بھی ہزار ارمان سے
یون مین وہ دونون ماہتاب لقا
جبکہ اوس گل کو آئے گیارہ سال
قد نے سر مایا سرو چمنی کو
چشم مین حق نے جب گلابی دی
آب خنجر کو شرمساری ہوئی
اگئی دنیا سے ساری خودبینی
آب دندان نے ڈر عدنی کو
سبب اسیب بد مین جا کے پھنسا
توڑا گردن نے دل صراحی کا
شوق رہجای جسیہ جل جل کے
یاقہ نافہ تتار ز ہوا
آگے کچھ اور سی نقاب مین تھی
یا دہی خامہ مین جب شگاف کروں
مخزن زر حجاب سے بھاگے

ساق سیمین سے کے نور کے آگے
تب سر حسن جوش پر آیا
شوق نے آکے حیلہ بازی کی
خواب گر چشم پر زیادہ تھا
کہ ہی ایک ماہ غیرت گلزار
جلوہ گر جو جبین کی تختی ہے
ابرون مین وہ کج ادائی ہے
ہی گلستان مین رات و دن پیدا
خط نے نشان یکتائی
لب یہ غم کھایا لعل یمنی نے
آب قدرت چہ ذقن مین ہے
رخ چھوڑا نا تھا آبگینہ کا
وہ بھری ڈنڈ کی مچھلیان دونون
چشم پر باندھے تار تار رکھے
گرچہ کھل جائین گدگدر اہین
بانکی ہے وہ شوخ عیاری
چمن اشتیاق کی بلبل
غش ہوئی جبکہ یہ قمر طلعت
کرلیا دخل بیقراری نے
ہوئی بیہوش وہ قمر طلعت
رہ اس جام نبک سے سرشار
اوٹھکے وہ ماہ دل ربا گرکے
یہ غزل چھیڑی بیقراری مین
آب دندان یہ لوٹی جاتی ہین
شام آئے اگر سحر نکلے
کیا ستمگار و سحر و جادو تھا
کس صدف مین چھپا گہر نکلے

الغرض جبکہ فضل باری سے
دام امید دوش پر آیا
ایک دن شب کو وہ بت مغرور
دیدۂ دل مگر کشادہ تھا
تن پاکی مین رنگ ہے شمنی
آدسیہ اظہار نیک بختی ہے
بچونا سو رجان جہان کی ہی
چشم پر چشم نرگس بیمار
دیکھ کر ہون جگر کے دو ٹکڑے
رشک دندان یہ دُر عدنی نے
جلوہ گر وہ ہے نور کی گردن
خوش نما وہ ابھار سینہ کا
وہ ادا وہ شباب کی جھل بل
دیکھ لی گر کمر کی باریکی
سر یہ لادی تھین حسن کا انبار
وہ نزاکت سے نرم رفتاری
اک نظر مین بدل مرید ہوئے
ہوش نے آکے مانگ لی رخصت
چشم بت سے ادھر نظر باندھی
گھٹ گئی بے خودی بیکھی
ہٹ گئین جب وہ پر اثر آنکھین
یاس سے دل مین تلملا کر کے
سامنے آئی قمر نکلے
قطرۂ اشک خود گہر نکلے
تیغ انداز سے ارے قاتل
چشم مین کھب گیا نظر نکلے
خوشش جب سے اے دل دلدار

ہو گئی وہ سینہ با قراری سے
ہوش نے دل نے فقرہ بازی کی
ہو رہی تھی شراب نیند مین چور
نے مین دیکھتی ہی کیا یہ زار
زلف اسکی ہے سنبل جمنی
قوس نے دلمین چوٹ کھائی ہے
تیر مژگان مین وہ سنائی ہے
اک ستم کی ہی اوسیہ رعنائی
رخ ہین وہ دونون قمر کے دو ٹکڑے
شربت حب اگر دہن مین ہے
جسپہ کٹ جائے حور کی گردن
صاف تھین سرخ مچھلیان دونون
پیٹ نرمی مین تختہ صندل
دیکھکر جائین سیکڑون جانین
وہ غضب سڈول ہان صراحی دار
دیکھکر یہ ریاض حسن کی گل
تیغ ابدار کے شہید ہوئے
رکھدیا بار انتظاری نے
صبر نے اسطرف کمر باندھی
ایک عرصہ تلک وہ گل رخسار
کھل گئین آپ سے پھر آنکھین
ہوگئے مصروف آہ و زاری مین
دل جلایا اگر شرر نکلے
زلف و رخ کی بلائین لیتے ہین
خون کیا مفت ظلم گھر نکلے
رشک دراب و تاب دکھلاگئے
لے خبر جلد یا خبر نکلے

ٹھیک بتلادی یہ سچ قدرت نے ہین
آگئین جلد ترا و حضر سے نکے
ہاتھ آئینگے جلد اے نصرت
کہ یکایک ہوی سحر اظہار
آکے اوس گل کی خوابگاہ کے پاس
لیا آداب سر جھکا کر کے
اے قمر آج حال زار ہو کیون
لب یہ اظہار آہ و زاری ہے
جوش پر سحر نوجوانی ہے
کیونکہ کچھ ہے حجاب آنکھون مین
وا کرو جلد حال زار مجھے
بشبیہ ہون نمک حلال تمہین
اے قمر بار شاخ ہمدردی
سامنے ایک خوش جمال ہوا
دیکھکر مین ادسے یہہ نیک جمال
دل لیا پھانس دام الفت نے
ہوش ہرگز نہ مجھ مین باقی تھا
مفت دل چھین لیگیا ظالم
چشم کو تار اشکباری کے
لب کو اعجاز آہ و زاری کا
عیش سب خار ہو گیا خود سے
نہ خبر آب کی نہ فکر طعام
ہنسکے وہ بار نخل دانائی
گلشن بہار کی بلبل
ڈھونڈھئے ہو جو کامیابی کو
کہان رہتا ہے کون ہے وہ قمر
گرچہ در ہے تو کس عدن مین ہے

کیون نہان ہو گیا قمر سنکے
مرغ دل کے لیے ارے صیاد
آپ شاخ ثمر ثمر سنکے
آتے ہین وہ یہ ہی قمر سنکر
بولی آداب کہکے شیدہ ہر این
ایک صاحب ہوتین یہ دونون هم
بولو اسمین کچھ بیقرار ہو کیون
دل ہمینسی سے کشیدہ پاتی ہون
عشق کی چند مہربانی ہے
سیر یہ ظاہر ہے نہ در بار محس
ہم نو کر اپنا جان نثار مجھے
سنکے وہ گل اسیر دام الم
تازہ گلدستہ رخ زرد وہی
تھا وہ گلرخ گلاب کی صورت
ہو گئے سے کچھ سوائے حال
لگہ گئی جب جگر یہ وہ تصویر
بیشہ جام حسب کا ساقی تھا
نہ بتایا پتہ نہ اپنا نام
جان کو خوش بیقراری کے
ذرا آتا مجھے قرار نہین
ہوش بیزار ہو گیا خود سے
اگر وہ صورت نہ پیش آئیگی
ثمر تازہ شاخ رعنا ہی
دل سنبھالو ذرا جگر افگار
تھام لو دست اضطرابی کو
ابھی دلگیر نہ ہو در دین آسکا
لعل گر ہے تو کس یمن مین ہے

اپنا سا زرد سنگار جاتا ہے
عشق وجب ای بال و پر سنکے
جوش مین گا رہی تھی یہہ غمخواری
جوش الفت سے یعنی سلک گہر
سنکے اوس مہ نے منہ بنا کر کے
بولی کچھ دل مین سوچ سلک گہر
چشم سیراب اشکبار ہے
شربت حب چشیدہ پاتی ہون
عکس بت ہے نقاب آنکھون مین
جھکی جاتی ہے بوجھ سے گردن
سن نہین ہونگی ہنسنے والون مین
لگی کہنے اوسے دلا کے قسم
آج سنکو عجیب حال ہوا
زلف رخ پر نقاب کی صورت
چشم کو نا ندھا جام حیرت سے
تب گیا آگے عشق نے تسخیر
داغ غم جان پہ دے گیا ظالم
وقت چلنے کے نہیہ دیا انعام
دل کو کچھ شوق انتظاری کا
بخدا دل پہ اختیار نہین
ہے اسی سوچ مین دل ناکام
دیکھ لینا کہ جان جائے گی
بولی ای باغ عشق کی نوگل
لو ذرا ہاتھ مین عنان قرار
ابھی سوچو تو اے مہ انور
کچھ بتا صاف سوچ لین دل اسکا
تھی جو یوسف تو کون ہے بازار

گل اگر ہے تو کون ہے گلزار
اکثر اوقات آن کر آسیب
اسمین ہوتا ہے ہمیشہ کٹنکا۔
کبھی موقع سے دیکھا جائیگا
پھر ہے کیا سود دل جلانے سے
تو نہ یہہ راز بر ملا کیجیے
کیجیے اور بین شور زیادہ
جائے حشمت نہ روے زمین سے
جانکر اپنا آپ کو مطلوب
اسکو خود اضطرابی ہوئیگی
تو گل گلستان محبوبی
وہ گل نونہال رعنائی
شربت وصل خوش پلائیگا
تاب دل کو ہوا سکے آتے ہی
بولی اے ماہ غیرت خورشید
قول کو جس سے مذاق ہو صاحب
لیک محبوس دام وصلت ہو
شوق سے اوسکی بہلیے صاحب
کرلے شاداب وہ مہ انوار
یون ہی ہر روز وہ قمر پیکر
غم فرقت ہولایا کرتی تھی
جبکہ مدت تلک وہ گل رخسار
کرکے کچھ پیچ و تاب جون سنبل
کہ دیدار یار دے مجھکو
رحم سے کچھ قرار دے مجھکو
دور کرکے خزان خدائی کی
نخل مقصد کا بار دے مجھکو

لوگ کہتے ہین اونکو دیوانے
دیدیا کرتے ہین بشر کو فریب
خیال یہہ جان سے ہٹا دو تم
گر بشر ہے تو ہاتھ آئیگا
ہان اگر دل مین اشتیاق ہے کچھ
باطنی اوسکا حوصلہ کیجیے
جسمین وہ شوخ بے غرض جا کے
لیجیے ذوق باغ و گلشن سے
آپ فرا تاب خود نہ لائیگا
مفت یان کامیابی ہوگی
ہو سکے کچھ دل مین بطرح شاد
وہ مہ آسمان زیبائی
تو بھلا کچھ قرار رکھون مین
صبر جان کو اس بہانہ سے
یہہ ہی ممکن ہے وہ قمر رخسار
جسکا کچھ اشتیاق ہو صاحب
اس سے کہتے ہون اے فرخ حشمت
شاد گلشن مین ٹہلیے صاحب
اپنے ہاتھون سے منہ دہولائیے
حسن طبعی سے یعنی سلک گہر
غرق آتا نہ تھا ذرا تن مین
رہی اوس گل کی دید سے لاچار
رو برو رکھ تصور دلدار
داغ بہت گلعذار دے مجھکو
آب وصلت پلا کے رحمت سے
موسم نو بہار دے مجھکو
جوکہ ٹوٹا تھا جوش وحشت مین

جوکہ دیتے ہین جان بے جانے
اس سے کہتے ہون اے قمر سیما
اوسکی صورت بدل بہلا دو تم
گر ہو محروم اوسکے پانے سے
عشق و حب سے ذرا مذاق ہو کچھ
ہو جیسے شادمانے قمر زیادہ
کھائیے اور نت نئے کھانے
کبھی وہ جوش عشق سے محبوب
دوڑ کر در پہ آپ آئیگا
سنکے وہ دختر معدن خوبی
بولی یون ہنسکے اے در خوشاب
نہ کبھی اور نہ ہاتھ آئیگا
کچھ دنون انتظار دیکھون مین
سنکی وہ دام و عظ و پند کی قید
ہو نہ ایک روز حاضر سرکار
کیسے ہی گر فرشتہ خصلت و
کیجیے تیز دولت و مکنت
الغرض کرکے اسطرح گفتار
اور اشتیاق سے تر کھلانے لگی
سر رحیب سمجھایا کرتی تھی
خود پھر آتی تھی جا کے گلشن سے
تب تو اک روز رات کو وہ گل
یہہ غزل چھیڑی با دل سرشار
بیقرار ہے گئے اے دلدار
ہجر غم سے اوبہار دے مجھکو
توڑ کر جلد دست الفت سے
وہ گریبان کا تار دے مجھکو

ساقیا جس سے تازگی آئے
نہ صنم رنج و غبار دے مجھکو
کرکے بدنام اپنی الفت مین
جلد بیمار دگار دے مجھکو
اتنے مین پھر وہ اولین تصویر
نور قدرت کی لو دکھانے لگی
گرکے پیرون پہ اوسکو باد زار
کونسے درج کا گہر ہے تو
کس سمن رخ سے کام لیتا ہی
دے خبر گر نسیم سحری ہے
ملک میرا جہان مین ہی روشن
کھل گئی اوسکی آپ ہی سے نگاہ
اوٹھکے جلد ایسے یہہ قمر شاداب
دلولہ کرنے با مرادی کے
سنتے ہی اوٹھکے وہ قمر پاش
بعد ازان حال سب سنانے لگی
ورنہ ناحق کو غم سے جلیئے گا
جلد تر شاہ کو بلا کر کے
خیال ہوا اوسکی بامرادی کا
لوگ بلواکے جلد تر خوش کام
اسطرف باغ کو سجا کر کے
شاد کر روز جان مضطر کو
مست پھولونکی ہو مہکنے مین
دل مین مضمون جوش کھاتا ہی
ایسا کردے نشہ مین ای پیاری
قصہ اب اور کچھہ ہی زندان تنگ
صبحکو اوٹھے ہی وہ رشک قمر

جام وہ آبدار دے مجھکو
اک اپنے نگاہ اکریم سے
نام کچھہ نامدار دے مجھکو
یہہ غزل گاکے وہ مہ خوش نوش
ہوکہ آئی تھی نبکے بدر منیر
دیکھتی ہے یہہ جب سے رشک چمن
لگی کہنے کہ اے گل گلزار
جان کہان گلعذار ہی تیری
کون گل مین سمیم دیتا ہے
سنکے اوس گل کے بیقرار کلام
شاہ پیتے ہون نام لعل یمن
دیکھتے ہے کہ وہ نہین ہے قمر
پھول کر شادگی سے مثل گلاب
شادمانی سے جلد کر بیدار
ہو سحر جلد اوسکی مانگی پاس
کہنکے سب حال پھر وہ بدر منیر
پھر پھر مفت ہاتھہ ملیے گا
خود بھی روکے کیفیت ساری
کر دے سامان جلد شادیکا
خوب سمجھا کے اپنا زار شرف
اور سامان کچھہ بنا کر کے
کرکے گلگشت باغ و گلشن کے
شاد غنچون کی ہو لپکنے مین
ایسی ہی دے مجھے تو جام یہ جام
کہ تھکن راہ کی نہ مجھہ یہ چڑھے
شتاق کچھہ یار کی جدائی ہے
بولا اک سے کہان ہی نور نظر

رخ چھپا کر وہ غیرت گلزار
عیش و عشرت ہزار دے مجھکو
جو تمنائے دل ہی ای نصرت
ہوگئی جام خواب سے بیہوش
خواب مین پھر اسے جگانے لگی
لے کے اوس گل کا ہاتھہ مین دامن
کونسے برج کا قمر ہے تو
کس چمن مین بہار ہے تیری
ہان تو الفت پہ جان ٹھہری ہی
بولا شوخی سے وہ مہ گلفام
کہہ کے یہ جب نہان ہوا وہ ماہ
ایک فقط سامنے ہی روی سحر
گھر سے مین آئی وزیرزادے کے
حال سب خواب کا کیا اظہار
پہلے تو اشک کچھہ بہانے لگی
بولی اب اسکی کیجیے تدبیر
سنکے اوس مہ نے تلملا کر کے
پھر کہا جلد کرکے طیاری
سنتے ہی شہ نے بس اوسی ہنگام
جھٹ روانہ کیے یمن کیطرف
حکم بھجوایا اپنی دختر کو
اسمین فرحت ہی جان و تن کے
ساقیا خوب ہی پیلاتا ہے
کہ ہو مستی مین میرا ختم کلام
کیونکہ اب ہی سفر بیابان کا
اوسکے ملنے کی دھن سمائی ہی
اسے جلد ہی یہان بلا لاؤ

دیر ہوتی ہے دور نے جاؤ
میرا ہمدم ہو جان نثار ہو وہ
چشم کا میری ہے وہ نور نظر
کیفیت میری اوسپہ ظاہر ہے
مین جو گل ہون وہ میری بلبل ہے
مجھ مین اور اسمین کوئی فرق نہین
شاہزادہ کل سنائی خبر
آتے ہی رو برو شہزادہ
گرد پھیر نثار ہونے لگا
شاہزادہ نے بیٹھ کر اکبار
اے میرے ہمدم اے میرے دلدار
ای گل باغ بادۂ الفت
درد دل بطرح ستاتا ہی
نہ کوئی بات مجھکو بھاتی ہے
شعلہ زن ہی بہت تپ دوری
کہ یہہ سب دل کی بیکلی جاے
دست بستہ یہہ عرض کرنے لگا
اوج وہ فرق خاکساران را
روشنی بخش پاک لائی مین
گرچہ پروردگار نے چاہا
فائدہ کیا ہے دل جلانے سے
نہ چھپاؤ چھپیگا جو غم چھپاوگے
لوگ کہنے لگینگے سودائی
دلکو مضبوط کیجیے اے ماہ
ملے مفتاح کار دانستہ
اسقدر غمگین وہ تاجدار ہو
شہ کو اک عرضداشت پیش کرو

کہ مجھے کام اُس سے ہے بھاری
میرا مونس ہے غمگسار ہو وہ
مرض کا میرے وہ مداوا ہے
میرے راز دلی سے ماہر ہے
سُنتے ہی حکم شاہزادہ کا
ابر سے جیسے دور برق نہین
سُنتے ہی وہ انیس راز دلی
قدمون پر گر پڑا وہ دلزادہ
ایک جا بیٹھے شہ وزیر ہوے
مثل بلبل کے کھولدی منقار
ای مداوای درد الفت کیش
خضر راہ جادۂ الفت
پھونکے دیتی ہے عشق کی گرمی
نہ کسی طرح چین آتی ہے
ہان جو تدبیر کی تھی وہ پرکار
سعی مطلب کی بھی چلی جائے
اے نظر چشم پاک شاہ یمین
خرمی بخش غمگسان را +
دل کو بہلاو اے میرے سردار
تو تمنا بر آئیگی شاہا
اسمین اک بات ہیگی اور بری
ہو او بگی جو دل جلاؤگے
شاہ کو گر کہین یہہ ہوگی خبر
ساغر غم نہ پیجیے اے ماہ
ورنہ چھٹ جائیگی عنان امید
اتنا ای ماہ بیقرار ہوا
کہ اجازت وہ دین ہر اک شکار

جانتا ہو وہ حسن کرداری
ملک دل کا میرے ہے اختر
درد کا میرے وہ مسیحا ہے
مین ہون مے وہ صدا القلقن ہے
دوڑا وہ تابعدار ماہ لقا
جاتے ہی اوسنے بمثل نور نظر
جلایا ان سے مثال لکنت ہی
دیکھ کر اسکو زار ہونے لگا
بعد ازان جا کے گوشۂ گلزار
کہ ای مونس میرے بہر غمخوار
مرہم زخم خاطر دلریش
شہر عشق دل جلاتا ہے
خبر بھی آتی ہے سر پہ لے شہری
مشتاق اب یار کی ہی مہجوری
شاہ پر کسطرح ہو اب اظہار
نکلے وہ اختر سپہر وفا
وارث خاص تخت گاہ یمین
تازگی بخش ہر نہال چمن
کچھ نہ غم لاؤ اے میرے سردار
نہین کچھ رنج ہی او تنہائی سے
جا نہ پائے نہ مجھکو کہنا پڑی
ہوگی سارے جہان مین رسوائی
تو شجاعت پڑیگی رشک قمر
رکھیے دل اپنا شاہ سلیقہ
پھر نہ ہاتھ آئیگا وہ اپنا صید
سمر پہ بالکل نہ بار رنج دھرو
چلین ہم آپ ای قمر رخسار

ہاں یارب ایک ایسی اور بھو نچا ہوں
طبع کو کچھ پسند آ جائے
کہ سفر میں کمال وہ چھٹے
اور طالب ہوں اپنے غنچہ دہن
اسلیئے دلمیں یہ ہی اے شائق
جسکے شیدا ہیں گل چرند و پرند
قدم آ آ کے چوم لیتے ہیں
سیکھ لیں اسکو یہ ہوا ارشاد
اس سے کہتا ہوں اے غمر خسار
دوسرے یار کا ترنم کا عشق
چلیں یاں سے لبسان استانہ
کہ جو اس وقت میں موزون میان
جب کسی وقت آپ ہم کا تین
اور بڑھ جائیگا جمال اعیا
اسطرح جیسے وہ بر دماغ ملے
آگے جیسے ہوئے آنا ماہ منیر
بولا تدبیر تیری عالی ہے
اسکی تحصیل میں ہے کیا لذت
لیک اس فن میں زیادہ کامل ہو
فکر ہو اپنے پیش چلنے کی
ظاہر اسیر گل زمانہ ہو
چلا دریافت کرنے اسکا حال
لوگ بولے یہیں بجاتے ہیں
جو کہ خالق سے لو لگاتا ہے
ورنہ یون سب بجاتے رہتے ہیں
تو ہر نوع سلامتی کو منا
آدمیں کیا ہو کمال کی خوبی

دیکھیئے وہ بھی عرض کرتا ہوں
تو ہنر کوئی اسکو لیں جلد ہی
جس جگہ یہ چاہیے ٹھہر رہے
ہر جگہ اپنی قدردانی ہو
سیکھیں ہم آپ بین کا باجا
نے جو پائے سنکے سودائی
مرغ تک آ کے گھیر لیتے ہیں
چند دن اسمیں جانفشانی کریں
انکو یک کرشمہ دو کار
بعد تحصیل علم جادو کار
لیک جیسی اپنا ہو فقیرانہ
کنگا جمنی ہو پشتیں ہاتھو نمیں
حوریں جنت سے دیکھنے آئیں
نازنیں گل شہید ہوں اپنی
دو نہیں اوس یار کا سراغ ملے
سنکے ہمراز شوخ کا وہ صید
تجھ اخوب ہی نکالی ہے
اسکی تحصیل مجھکو ہے منظور
اس عمل کا بھی خوب قائل ہوں
ایچلیں اپنے یار کو ڈھونڈیں
باطنی یار کا ترانہ ہو
تو سمجھتا تھا ہر اک سے وہ دلشاد
پر جو حق ہے یہیں بجاتے ہیں
سر سے پا تک ہو عشق میں ڈوبا
اور سا گوشنا کے رہتے ہیں
اپنا مطلب نکال لیتے ہیں
جسکی اسیر ہو پیٹ کی روٹی

دل میں دیکھیں جو آپکے بھائی
بعد ازاں ہوئے بادیہ گردی
اپنے مشتاق سب ہوں اہل وطن
سارے ہی مخلوق حق دیوانی ہو
اسکی وہ مست ہے صدا دل بند
جھوم جاتے ہیں نخل صحرائی
اسلیئے ڈھونڈھ کر کوئی استاد
بعد مخلوق کو دیوانی کریں
اولا اس سے آپ نے ل بھلا ہنر
شہ سے لیں حکم ہم برائے شکار
ششگر فی مصاف گل نو عمریں
دیکھ کر جسکو سب نے رو دیے تیں
اوج پہ ہوگا جب کمال اپنا
پھر یاں مشتاق دید ہوں اپنی
اور نیتی نہیں کوئی تدبیر
آسمان پناہ کا خورشید
جسکے اظہار میں ہے یہ نکہت
ڈھونڈھ استاد کوئی اول
جس سے تحصیل علم ہو جلدی
لیکن اس کلعذار کو ڈھونڈا
سنکے یہ اوٹھ کر وہ جمشید
کوئی کامل ہے بین میں استاد
اسکو کامل ہی نچاتا ہے
تو لیکن کام یہ ہی بن پڑتا
جسکے دل اوسکا چند شاد ہوا
بیٹھ بیچارے پاس لیتے ہیں
ہاں مگر اسکا ایک ہی کامل

بے شبہہ اس عمل مین ہے عامل
ابھی آیا ہے اُدسمین ایک فقیر
قول رکھتا ہے اپنے وہ یہہ تین
پہلے حب کا اثر دکھاوے مجھے
تو دلدار کا فقیر ہے
یا اگر اُوس سی کچھ کوئی اسکیھے
گذرا کل اپنی شوکت و شان سے
چند عرصہ مین وہ وہان پہونچا
بے خودی مین پڑا وہ سوتا ہی
مین رکھی ہے ایک کونے مین
بیٹھا اُس جا پہ جیسکے وہ دلگیر
دیکھکر اُسکو وہ ہوا ششدر
مجھے کچھ وسوسہ زیادہ ہے
تو قدمبوسی کا ہوا خواہان
کہ بگڑلون مین ایکا دامن
آپ نے پوچھا جو میرا احوال
اُسکا فرزند ایک ہے عالی
مین اُسی کا وزیر زادہ ہون
اور سیا خون پیئے پڑا ہے ذوق
ان دنون اس فلک کے غلبہ سی
نہین بن پڑتی ہے کوئی تدبیر
مین ہون خدمت گذار آپی کا
بیچین قدمون سی آپکے یادے
رات دن اُسکو آہ و زاری ہے
مثل ماہی پڑا تڑپتا ہے
چاہتا ہی کہ ڈھونڈھئیے اُسکو
مین لیے اس بات پر اُوسے ردکا

چند رہ اس حلیہ سی کیجیے طے
نے شبہہ ہے کہین اُسکا نظیر
جو کوئی جائے اُس سے کہتا ہے
دو ہی عشق کر دکھاوے مجھے
ہان اگر وہ سنائی اپنی مین
تو بلاشک وہ جلد بر طاق کرے
اُسی نوع دوڑا جسطرح بہاگا
جس جگہہ وہ فقیر کامل تھا
نہ بچھونا نہ تن پہ پیراہن
ہوش اُسکو نہین ہے سوا من
تھوڑے عرصہ کے بعد وہ مشتاق
پوچھا اُس سے کہ کون ہے تو کہہ
سونچکر بولا اُس سے نور نظر
ہوا خدمت کا اپکی جویان
جو تمنائے دل نہ بر آئے
صاف ہے اپنی یہہ حقیقت حال
ہوا وہ نونہال رشک چمن
خادم خاص شاہزادہ ہون
پاس اپنے مدام رکھتا ہے
اور کچھ اُسکے مکر و حیلہ سے
اسلیے آپ سی یہہ ہون خواہان
بلکہ ہون جان نثار آپی کا
کیونکہ وہ کچھ نہ کھاتا پیتا ہے
دمین از حد کی بیقراری ہے
کون قاتل اُوسے سہر پر ہوا
کسی صورت سی دیکھیے اُوسکو
کہ ہم بین کا حصول کرین

شہر کے قرب ایک جنگل ہے
نام مشہور اُسکا ہے سے مین
کہ تباوجی کوئی ایسا ہے
سو ہی ترک سلطنت کردے
بے شبہہ لے ہر ایک کے دلکو چین
سنکے یہہ مضطرب چلا وا سے
نہ سواری کا کچھ بھی خیال کیا
دیکھتا کیا ہی اک شجر کے تلے
یون پڑا خاک پہ ہی کامل فن
دیکھ زار حال یہہ وہ ابن وزیر
ایک کروٹ اوٹھا مان وہان
کس لیئے آیا کیا ارادہ ہے
کہ سنی مین نے آپکی جو خبر
دل مین یہ آرزو ہے اگر یقین
عمر خدمت مین بس گذر جائے
ہے جو اس تخت گاہ کا والی
ہوا مشہور نام لعل دیمین
اُسکو فقراون سی بہت ہے شوق
اُنکی خدمت سی کام رکھتا ہی
دام گیسو مین ہو گیا ہے اسیر
کہ قدم چند رہ نہ رکھے وہان
جس سے دل اُسکا کچھ بہل جاوے
جیتک زندگی ہے جیتا ہے
عشق رہ رہ اُسی جہڑ پیتا ہے
خواب مین زلف کا اسیر ہوا
اب مصمم تھا قصد جانے کا
بعد ازان راہ جنگلون کی لین

اس سے پہلے گا دل ہر اک جا پر
رائے یہہ اسکو خوب آئی پسند
کہ مجھے جلد وہ بتا وے کچھ
پر نہ اوستاد کوئی ہاتھ لگا
کہ الٰہی میں کیا کرون تدبیر
کہ صبح آج آ گئے اتنے مین
اُنسے مقصد کو کیجیے حاصل
چلا ولیسے پیادہ یا تنہا
ای کریم کن تو ہے بڑا غفار
سب کو جس سے عجب سنا آتا ہے
بس ہے اب میری یہہ دعا تجھسے
اتنے مین آپ ہو گئے بیدار
آگے اسکے بیان کرون مین کیا
التجا میری دل سے کر کے قبول
سنکے اُس مضطرب کے پیارے کلام
تھا ہی کچھ دنون تو رہتا ہون
لیکن اتنی مین شرط لیتا ہون
تو ملا شک کرونگا ساتھ اُسکا
کیونکہ مدت سے [illegible] اس بلا مین ہون
ہاتھ مین لیکے مین مست حمال
پیچھے پیچھے چلا وان وزیر
قطع کر گئے خوشی سے ساری راہ
جلد ابن وزیر نے جا کر
سے شبہہ فن کا اوستاد ملا
کھڑا ہے زیر محل خاص حضور
آگے جلدی قدم بہ اوسکی گرا
پہلے بٹھلا کے خوب خاطر کی

اسکے باعث کیلئے شام و سحر
حکم مجھکو دیا کہ زور و لطف
مین کمال فن زر اسکھا دے مجھے
دل مین مایوس مین کہان جاؤن
کیسے جاؤن مین پیش بادشاہ
کسی نے کہا کہ اے خوش کام
ہین وہ اس فن مین بے شبہہ کامل
راہ طے کر کے آپ تک پہونچا
تیری قدرت کی ہین عجب گردار
کہ کہان مین تھا اور کہان یہ قدم
کہ ہون یہہ قدم جدا مجھ سے
اور پھر دل کو شادمانی ہوئی
کسقدر شکر حق کرون مین ادا
پوری اتنی میری نیاز کرین
بولا ایکبار ہنس کے وہ خوش کام
با وجو مجھکو ہین بتاؤن گا
وہ ابھی سے سنائے دیتا ہون
گر ہوا اسکا وہ اسیر نہین
کہ کہین صدق عشق مین دیکھون
قدم آگے بڑھا کے وہ عاقل
شکر حق کرتا تھا بصمن صمیر
شہر مین جبکہ ہو گیا داخل
شاہزادہ کو یہہ سنائی خبر
جو کہ رکھتا نہ تھا نظیر اپنا
لازم ہے پیشوائی اُسکی ضرور
اور یہہ ساتھ اپنے لے آیا
بعد ازان خواہش اپنی ظاہر کی

اس پہ راضی ہوا وہ دل میں
سیکھی کامل کا تو تحسین کر
تحسین مین اُوسکی خوب بھرا
غرق بحر انفعال ہوا
الغرض تھا اسی کے سکتے مین
شاہ آگے رہے ہین شہ ہین نام
سنتے ہی نام پاک اوٹھ بیٹھا
بیٹھکر شکر حق بجا لایا
کچھ عجب رنگ تو دیکھاتا ہے
اپنی قدرت سے کر دئی باہم
یہہ دعا کر چکا تھا مین اظہار
تجدید اراحت نہانی ہوئی
لیکن آپ ازرہ خدا و رسول
اپنی خدمت سے سرفراز کرین
چل مین ہمراہ تیرے چلتا ہون
گر وہ سیکھیگا مین سکھاونگا
ہوگا وہ گر یہہ عشق مین یکتا۔
تو پھر نے کبھی فقیر نہین
لیکے اوٹھ بیٹھا یہہ وہ نیک خصال
چلا وہ جھومتا ہوا کامل
چند عرصہ کے بعد وہ ذی جاہ
ہوئی بے حد اُسے خوشی حاصل
کہ مجھے لو ہر مراد ملا۔
وہ ہوا ہے سنا اسیر اپنا
سنکے وہ مضطرب وہان سے چلا
بعد بارہ دری مین بٹھلایا
اس سے راضی ہوا وہ کامل تر

کہا سکھلاونگا مین غنچہ دہن
جیسی چیزون کی سمجھے وہ رکار
خوش ہوا اول تیری اطاعت سے
الغرض کرکے چند چند سخن
ہین کامین اوسے سکھانے لگا
بیٹھکر جب ذرا بجاتا تھا
اور کہین ساز مین چھیڑ دیا
اسطرح جبکہ وہ بجانے لگا
اپنے اوس گلعذار سے ملئے
ہنکے غش ہو وہ قایل عالم
ہوگئی بس آگ عشق شعلہ فگن
غشق حیوان جیون سے چھیڑنے لگا
گاہ سوزان لبیان پروانہ
ابر سیر و اہوا سے تر رخسار
کونسے برج کا ہے پاک گہر
کیونکہ واقف نہ تیرے نام سے ہون
اس بہانہ سے یون تسلی مین
یون ہین گرحال چند روز رہا
موئے ہم جب تو سارا غم ہمکا
کیا سے ملئے ہو گیا ہوا اسکو
دل کو کچھ غم نہ دیجیے ای ماہ
دل مین شہ رنج کو یہہ راہ نہ دے
آہ کہ برائی آرزو ساری
اب بھلا دیر اسمین کیا ہی حضور
کہین وہ مہ عذار رہا کہہ آوے
جوش کیا کم ہو آہ سرد و نکا
ڈھونڈھیے جسکو وہ نظر آوے

بس اسی کی تلاش ہے مجھکو
نسبی ہی مجھہ مین پاتا ہون شہزادہ
گردن اس فن مین تھا مجھکو ملا
وہان ساکن ہوا وہ کامل فن
چند عرصہ کے بعد وہ مشتاق
سقیف تیلی بھی چرخ کھاتا تھا
جھوم جاتے تھے نخل ہائے چمن
ولولہ اسکے دل مین آنے لگا
جس سے ہوئی حصول کار اپنا
گرسیہ تاثیر اسم یہہ اعظم
شور سے جاتا رہا وہ غیرت ماہ
ویسی ہی اور وہ تڑپنے لگا
گاہ روتا تھا خون گلرخسار
اپنا نام و نشان بتا دلدار
آپ اپنا پتہ بتا دیجے
کہ اوسی کو مین شام و سحر ڈھونڈھون
یون بتا کیا کرون مین ای حور
بخدا غضب کے زہر کھا لونگا
خواب بن تیرے خوش نہین آتا
کیا سنکتے ہو کیا ہوا اسکو
رکھیے افشائے راز کا کچھ خیال
کل ہی ہم عرصہ دشت آتش کرینگے
رکھا اس امر پہ قابس چلنا
چلیے اب ہان تھا بدل مسرور
اسکا کچھ خیال کیجیے نہ ذرا
بلکہ یہہ قول ہی تہ مردونکا
آب مین اوس پری کے دبوا

نہین فکر معاش ہے مجھکو
بھرون دامن تیرا گر امرت سے
گریزون دنیا مین شہرہ آفاق
روز آتین ماہ کو بتانے لگا
ہوا اس فن مین اسطرح مشتاق
جب کبھی باغ مین ہوا تنہا
مست ہوتے تھے مرغہای چمن
کہ کسی طرح یار سے ملیے
صرف جین آسے فن یہ یار اپنا
ہوسکا جب نہ دلمین وہ یہہ سخن
کیا اظہار شور نالہ و آہ
گاہ بکتا تھا مثل دیوانہ
گاہ کہتا تھا یہہ پکار پکار
کونسے برج کا ہے تو اے قمر
راہ اپنی تو ہے دکھا دیجیے
اور رکھیے دل کو دون تشفی مین
چین پاتا نہین دل ناکام
کہ یہہ دلبر سے سبب الم ہین جلیے
کھاتا ہون تیرے اب نہیں کھاتا
ہوش قابو مین کیجیے ای ماہ
کہ نہ ثابت ہو یہہ کسی پہ ملال
کہ سفر کی ہو جلد تیاری
جسکو تحقیق شاہ نے ہی کہا
جس سے صبر و قرار ہاتھ اوی
کہ یہہ مشہور نام ہے نہ نیا
چاہیے جسکو وہ نظر آوے
یہہ بھی ممکن ہے وہ نہین جانے

سنکے یہہ خوش کلام وہ مضطر
آہ مین کچھہ اثر ہے یا کہ نہین
جوش حب اوسیہ کچھہ بھی پیدا ہے
سہر و یہہ آہ کا سزاوار ہو کچھہ
اے نگوبار سخت دیدۂ حجر
آہ دل نے بہت اثر ہین کیے
دیکھا جس دن سے خواب ہی صاحب
جسکے جب مین یہہ حال اکثر ہو
چاہ مین دلنشین ڈھونڈھتی ہو
وصل سے دے شفا خدا کے لیئے
مین تو واللہ یہہ کہونگا ضرور
لگ لگ جاتی ہر برابر سے
ایک یہہ گلعذار ہین دونون
بولا اب عرضداشت لکھین ہم
اوسنے منگواکے خامۂ قرطاس
وپس از نعت پاک پیغمبر
اب میرے تاج سر بزرگی ہا
اے مربی مرے میرے بانی
ان دنون کچھہ غبار ہے دلمین
کاٹے کھاتا ہے مجھکو ملک دکن
چاہتا ہون کہ جنگلون مین پہرون
مین بہت سی مفاد جانے سے
دو ہی ہو فرد عسار اپنا
صید سی بھی کہا دری پیدا
تا بدگان خانہ در گردی
کہ ملے ایک ماہ کی رخصت
لکھکے وہ عرضداشت و مضطر

ہنسکے کہنے لگا اے نور نظر
میری حالت یہہ اُس پہ ہی افشا
یہ سمجھتے ہین کوئی سید آہے
کہہ چکا جبکہ وہ مہ گلفام
سجدہ گاہ وزیر مغرور
دل چلے کہہ کیا اب کی صورت
آپکو اضطراب ہی صاحب
اب ہوا لیسے یوسفے ثانی
کہ کہان ہے ہوای مہ کنعان
اس خیال نے ہین زیادہ خبر ہین
ماشاء اللہ کیا سمجھ ہے حضور
یہ جنون اُس جنون کا بانی ہو
باہمی جانثار ہین دونون
کہا ابن وزیر نے اے ماہ
لکھا مضمون یہہ بخوف و ہراس
اے گران مایۂ مفخر ہا
قبلۂ دین و کعبۂ دنیا
بعد آداب دست بستہ کے
نہین آتا قرار ہے دلمین
کچھہ طبیعت جو وحشیانہ ہے
کسی صیاد کا شکار کرون
اولا سیر ہو بیابان کی
پائے راحت دل نزار اپنا
جو کچھ اک بات ہی یہ ای معمور
ہرگز اے شخص آدمی نشوی
بہ سرم خیر پاک دائم باد
بولا لے دیکھہ تو اے نور نظر

میری اُسکو خبر ہی یا کہ نہین
جانتی ہے مجھے وہ ماہ لقا
کہ مجھے اس سے بھی قرار ہو کچھہ
بولا ابن وزیر نیک انجام
عشق و حب کی بڑی شرر ہین یہ
سنگ ہو جائے آب کی صورت
اُسکا کیا حال ہوگا لیکن تو
وہ زلیخا تو ہوگی دیوانی
ذرا صورت دکھا خدا کے لیئے
کہ نہین جانتے ہو وہ خود بین
اے قمر عشق و حب اغگر سے
یہ دیوانہ تو وہ دیوانی ہو
سنکے وہ خوش ہوا اسیر ستم
لکھیے ہان عرضداشت بسم اللہ
بعد حمد جناب حق اکبر
اے معظم رقم معظمہا
اے میرے سرپرست ای ودام
فدوی یہہ التماس کرتا ہے
پھاڑے کھاتا ہی مجھکو باغ دکن
صید کا دل بہت دیوانہ ہی
دل کو راحت ہو اس بہانے سے
حبس سے بڑھ جائی عقل دانا کی
سو ہی ہو دلاوری پیدا
شیخ سعدی کا قول ہی مشہور
بس سخن خواہان ای علی عظمت
ظل اعظم مدام قائم باد
یہین نے جلدی مین جو لکھا سو لکھا

جا تو اب اسکو پیش کر دے بجا
رکتا اکدم مجھے محال ہی یار
اضطرابی ہنساتی ہے مجھکو
یاس کچھہ اور ہی سکھاتی ہی
کیونکہ سب منتظر ہی ہین اس جا بیگے
مین ابھی جاتا ہون نہ زار ہون اب
چلا اس جا سے جلد وہ خوشتر
جا کے پہونچا وہ صلیح کا پالی
پھر عریضہ ادب کو دکھلایا
غضب ہوا خیال اوسی جدائی کا
تو بہت دل مین شاد مان ہوا
اے مرے نور چشم برخوردار
اختر برج کامگاری ہو
مانگتے ہو جو مجھہ سے اذن شکار
چرخ سے دہیان ہی نرالی کا
کہ مجھے تنہا چھوڑ کر پایا
اپنی صورت نہ پھر دکھاؤ مجھے
چھوڑ کر سلطنت کے کاروبار
ڈرتا ہون غم کو دلپہ لینے مین
اولا اس سے دل کو فرحت ہو
ملکہ پیشیہ بہادری کا ہے
اب جو مد نظر سے فرمایا
دلمین پر غم وہ مہ بہرا اسنے
لبے دلی سے لب آورسنے پیش کیا
بولا اب کیا کرون بتا ہمدم
سنکے وہ خضر راہ صدق و صفا
ذرہ پاسنے وہ بحر جور و ستم

اب مجھے اب یہان قرار نہین
زور دیوانگی کمال ہی یار
دل یہ چہتا ہی انکو تنگ کرون
لذت زندگی ہنساتی ہے
سنکے وہ مقنعہ نگار صلوح
یہ مین اسدرجہ بیقرار ہون اب
نہین ٹہرا کہین وہ رستے مین
پیش دربار ظل سبحانی
دیکھکر وہ شہ بلند القاب
تب تو غمگین بہت وہ شاد ہوا
جلد منگوائے خامہ و دوات
میرے لخت جگر مرے دلدار
مرحبا ہے تمھاری ہمت پر
کچھہ نہین ہے مجھے توقف کا ز
کہین سیاحی اسیہ بار نہو
ختم کمر میری تو رگز پایا
اجی اسوقت کیا مین فکر کرون
پھر وہ سرگشتہ دربدر دلدار
ورنہ کوئی نہین توقف ہے
دو یہی بیدا جرات ہو
ہو نہین اب کیا قلم سی اظہر ہو
ابھی میرے جگر کو دیکے دعا
آکے جلدی سی پیش شہزادہ
شاہ نے جو جواب لکھایا تھا
شہ تو رخصت نہ دیونگی زنہار
شاہزادہ سے عرض کرنے لگا
آپ کیون دل مین یاس کرتے ہو

چین پاتا دل نزار نہین
بیقراری ستاتی ہے مجھکو
غرض سب انکا نام ونگ کرون
کوئی سامان نہین ہین امانکے
بولا ای شاہ پرچشم کی روح
لکھکے اوٹھہ بیٹھا زود تر وہ ثمر
الغرض ایک تھوڑے عرصے مین
پہلے آداب شہ بجا لا یا
کچھہ ہوا غم مین کچھہ ہوا شاد تب
جبکہ ہمت یہ اسکے دہیان آیا
لکھا مضمون یہہ پس از دعوات
تم دُر درج شہریاری ہو
مرحبا ہی تمھاری جرات پر
ہان مگر خیال سے جدائی کا
کسی صیاد کی شکار نہو
جا کے اس جا سے ہولجاؤ مجھے
بجبر اسلیے کہ زار ہوکے مرون
اس سی رکھتا ہون اذن دینی مین
ملکہ یہہ ہی شکار اچھا سے
کام یہہ اک دلاوری کا ہی
تجھہ پہ میری دعا موثر ہو
نے کے نور نظر چلا وان سے
تو اغمگین بہت وہ دلدادہ
دیکھکر وہ اسیر دام صنم
لکھی غمنے عریضہ ہے بیکار
ای مہ جلوہ گر سپہر حشم +
کس لیئے یہہ ہراس کرتے ہین

ہم جو سونچے ہوئے ہین ای شاہا
دور یہہ دل کی اضطرابی ہو
کوئی اس رمز کو نہین پائے
تو بلاشک قباحت ہوگی بڑی
کیسی ترکیب خوش نکالی ہے
کرون کس منہ سے تیری عقل کا ذکر
اچھا اب قصد کب ہے چلنے کا
گھر ہے مجھکو پسیان کنج قفس
نہین بھاتی ہے شکل لوگونکی
یہان رہنا نہین گوارا ہے
ای وفاکیش ذی وقار میرے
یعنی اس ملک نکلنے کو
اس ذہن پرمین جان نثار کرون
تو بلاشک نمک حلال ہون
کیلئے کچھ مال و زر برای طعام
کوئی جانے نہین اٹکل چلیے
نہ کوئی جانے کون جاتے ہین
آے ہرگز نہ پاس اپنے کوئی
کوئی جاتے ہین فقر کو لئے
باقی اسباب ہم دبا لینگے
اس جگہ سے خموش چلدیوین
گلشن فکر یار کا بلبل
میرے اس دل سے تجھکو دیکھے کوئی
بخدا میرا ہے تو جان و جگر
شب کو سامان یہان ہم کرینگے
چلین یہان سے پسیان باد سحر
جو ہی چاہے گدا کو شاہ کرے

گرچہ پروردگار نے چاہا
چلیے یہان سے تنہا نکل چلیے
کل نہین اسکا بہو لینے پائے
سنکے یہہ خوش ہوا وہ رشک قمر
بلکہ چھپنی ہے بات دل کی مرے
تو دل پاک درج دانش ہے
یعنی اس ملک سے نکلنے کا
نہ یہ صحبت سے عار ہے مجھکو
کاٹے کھاتی ہے شکل لوگونکی
سنکے وہ اختر سپہر وفا
اے شہنشاہ تاجدار مرے
کیسی تقدیر ہے مرے شاہا
اس سخن پرمین جان نثار کرون
اب تو ہے ذہن مین مرے یہ بات
اور بھی لے گئے اس گربہ کا نام
ایسے کوچون سے ہوے اپنا گذر
نہ وہ پہچانے کون جاتے ہین
شاہ تبدیل سب ہو پیراہن
چلے جاتے ہین راہ گیر کوئی
اس سے ہوگی فراغ ای ذیجاہ
دل شکل کو چلکے کلدیوین
بولا ای شمع بزم دانائی
تیری آنکھون سے تجھکو دیکھے کوئی
کیا منظور مین نے تیرا سخن
کہ صبح ہمکو ڈہونڈھتا نہ پڑے
کہ یہی نام کل دکھاتا ہے
وہی ذرہ کو چاہے ماہ کرے

قصد مین اپنے کامیابی ہو
ہو کسی پر نہ وا نکل چلیے
شاہ کو گرچہ ہوئی خبر اسکی
لگا کہنے کہ واہ نور نظر
کیا عفت تیری ہو ارسطو فکر
اختر اوج برج دانش ہے
کیونکہ یان ایک پل ہے مجھکو برس
باغ و گلشن سے عار ہے مجھکو
دل پہ قابو نہ کچھ ہمارا ہے
کیسی مردانگی سے کہنے لگا
مین ہون موجود ساتھ چلنے کو
کہ جو خدمت مین آپنے چاہا
زہے نصیبہ جان نثار کرون
سنیے اسکو ذرا امیدہ صفات
کل صبح اے شہا نکل چلیے
کہ جدھر سے ہو کسی کا گذر
نہو اپنا شناس بھی کوئی
وہی گل شگرفی ہو غنچہ دہن
مین کو چلکے سے چھپا لینگے
کہلے اکبار منہ سے قسم اللہ
نکلے وہ باغ انتظار کا گل
تجھہ یہ زیبا ہے عقل زیبائی
سچ مین کہتا ہون تجھسے نور نظر
ٹہر کے بس چلیے یہان سے غنچہ دہن
لے کے بس نام خالق اکبر
یہی بگڑی ہوئی بناتا ہے
یہی سب کام کو کرے باکام

یہی دکھلائے راحت و آرام
چاہیے یہہ خاکسار مسرور ہو
عزم پختہ ہوا نہ وقت سحر
الغرض جبکہ یہہ ہوئی تدبیر
جیسے سامان کرکے لیٹ رہے
آنکھ مین آنسوونکو بھر بھر کے
یعنی شہزادہ اور نور نظر
اپنا ساز و سفر لگے کرنے
اور ایک بار کہگے اللہ
چلے جیسے وہ جو ہین حور نژاد
نکلے تھی جیسے وقت انکے گام
وہ گلون کے شمیم کے جھونکے
پیاری بلبل کے چہچہے ہر سو
کبھی قمری مست کوئی صدا
تازہ وہ ہر سنگار کی خوشبو
وہ ہر اک پھول کی مہک تازہ
وہ ہری نسیم کا چلنا
ایسے ہنگام وہ چلے خوش کام
جیسے بلبل چمن کو چھوڑ چلے
نہ رہی غنچون مین لہک باقی
نہ ہم کوئی شاخ ہلتے تھے
کوئی بلبل نہ چہچہائی تھی
بلبلون نے یہہ غل مچایا تھا
جو ہین بلبل یہ بولدے جلدی
بلکہ ششدر ہر اس سے دیکھا
طائران چمن کو سکتا تھا
تب تو اک دل سرد کھینچی آہ

یہی عاشق طبع بناتا ہے
چاہیے یہہ غمگسار خوشتر ہے
بولا وہ اے مہ سپہر و حشم
وعدہ کر کرکے دونون ماہ منیر
رات بھر گذری بیقراری مین
شب کٹی وہ خدا خدا کرکے
اوٹھ کے جیسے متفق ہو کر
کچھ زرا بن سنور لگے کرنے
دل مین نیت پے سفر باندہی
بلبلون نے کہا مبارک باد
وہ چمن مین بہار کا پھرنا
وہ سہانے نسیم کے جھونکے
وہ چٹکنا ہر ایک غنچون کا
پڑ مین سب جسکو سنکے صلی علی
اور گلشن مین کرتے تھے یہ ستم
کہین سبزہ کی خوش لہک تازہ
یہ فزا دیکھ کر قدم نہ بڑھے
کہ جو ہی وقت راحت و آرام
انکو جاتے جو دیکھا ہر گل نے
نہ گلون مین رہی مہک باقی
نخلہائے چمن تھے سب ششدر
نہ صدا قمریون کی آتی تھی
گو باد خزان اب آئی ہے
آنکھ نرگس نے کھولدی جلدی
الغرض سب چمن ہوا غمگین
ایک کے ایک منھ کو تکتا تھا
لگے رونے وہ دونون ماہ منیر

یہی مطلوب کو ملاتا ہے
کہکے یہہ پھر کہا کہ نور نظر
کل توقف نہ ہو زرا اکدم
اپنے اپنے محل کے بیچ گئے
صبح کی خاص انتظاری مین
صبح کاذب کے وقت دونو قمر
آب تازہ سے منہ چلے دہو کر
بعد ازان منھ پھر کے بسم اللہ
پھر کمر اسکی راہ پر باندہی
گیا لکھون جیسا تھا وہ خوش ہنگام
طائرونکا در جھوم کر گرنا
وہ چکوری کی قہقہے ہر سو
شور وہ بلبلون کے نغمون کا
وہ چمن مین بہار کی خوشبو
رخ ہر گل پر قطرہ شبنم
تتلیونکا وہ ہاتھ کا ملنا
آئے نیند آنکھ پر قدم نہ بڑھے
اسطرح وہ وطن چھوڑ چلے
سب کے سب پس از داس ہو بیٹھے
نہ صبا اک ہواسی ہلتی تھی
غنچہ ہائے چمن تھے سب ششدر
باغ بھر مین مسان چھایا تھا
وہ چمن کی بہار جاتی ہے
بعد ازان انکو یاس سے دیکھا
جیسے دونون چلے وہ ماہ جبین
جبکہ اہو پہنچے یہ قرب شہر پناہ
اور کہنے لگے کہ ای تقدیر

دیکھیے کس جگہ پھیر آوے تو
اپنا پیارا وطن چھوڑا یا ہی
کلمہ کو کیا دیکھیے دکھائی ہی
دوسرے غم سے آشنائی کی
الوداع اے زمین پاک یمن
چلے رستے کی سمت مثل ہوا
اسی طرح وہ مہ منیر چلے
کرتے تھے طعام کہین
ہوکے آلودہ گرد خاک کے بیچ
جسمین کو سونکا فرق تھا آہا
دانش خضر راہ پیما نگی
کہ بے اندھے غول صحرائی
بیچ مین آنکے شیر ڈنکارین
کبھی ناڑھی پڑی ہین گلہ دار
کہین صحرائی مرغ جھنکارین
کبھی پر سنبھ سنبھ سکھلاتے
کہ جیسے ستنکے کا نین حسن ملک
کہین تو سنخل اور کہین قربان
الغرض جب یہہ دونون ماہ منیر
رہ مین دونو نکلے پھر گھبرائی لگے
کبھی گھبراکے باتین کرتے تھے
بستہ دل نڈھال تھا اونکا
ہوکہ پروردہ ناز و نعمت ہو
وہ بیابان کی جھاڑیان دیکھی
جو مسہری پہ رات بھر لیٹے
اپنی مونس سنو اس قمر نے کہا
کیسے اس دشت مین بچیگی جان

دیکھیے اور کیا دکھاوے تو
آج تونے وطن سے دور کیا
کس بیابان جا پڑا ای ہے
جبکہ نکلے وہ شہر سے کچھ دور
الوداع ای نشین پاک یمن
نہین رکھتے تھی راہ مین وہ قمر
جیسے سیدھا کمان سی تیر چلے
بعد عرصہ کے وہ ہمایون بخت
پہنچی اک دشت ہولناک میں
ایسی آوسیر فدا اٹھی تاریکی
راہ ظلمات ہی جدھر جا نکلی
لپٹے لپٹے وہ جھاڑی اور درخت
جنگل گر جائے گرچہ للکارین
کہین کچھ آئے مین نہگاہ تو
کبھی لپٹی وہ جنگلی منقارین
کہین آتی صدائے چوپایان
اور بلجامین طبقہائے فلک
کہین چوپائے آئے جاتے تھے
ہے ہو اوس دشت بد مین جابجا
خوف سی دل کبھی دھڑکتا تھا
کبھی گھبرا کے باتین کرتے تھے
لگو نہ کا جنکو ایسا دیکھا تھا
اسیر اسطرح کی مصیبت ہو
جو سنتے گلشن مین نغمہ ہزار
وہ بیابان مین خاک پر لیٹین
اب مصیبت گرین تباکیا ہو
کہ ہین گورو گوزن شیر زیان

یہی ملک یمن چھوڑا یا ہے
ہمکو باغ چمن سے دور کیا
ایک تو ماں باپ سے جدائی کی
بولے یہہ مرُتے دونون عورت اور
پر لپٹے یہہ کہکے دونون ماہ لقا
نہ بھٹکتے تھے راہ مین وہ قمر
نہین کرتے تھی وہ مقام کہیں
فلک رہبری کے روشن بدر
تھا وہ صحرا کہ تھا جہ بابل
تھی غضب مین نظر کی تاریکی
وہ اندھیرے نے روشنی پائی
جو رکھوڑی و جھاڑ بدار درخت
کہین خشتون کی یک سمت قطار
بھیڑیے جاتے ہین دم دبائی ہوے
کہین پر شجر اودر آلے
وہ مہیب ندائے چوپایان
اور یہ سنسان کو سونکا میدان
کہین پر غول لو دکھاتی تھی
دیکھ یہہ حال تھرتھرائی لگے
طایر جان کبھی پھڑکتا تھا
خیر اسطرح حال تھا اونکا
جیسا کچھ اونکے پیش چشم ہوا
ہوکہ جو تو نکی شنیاں دیکھے
وہ سنے شیر دنکی گرجی ڈنکار
چند عرصہ مین دل کو کر لی کڑا
دل اسی دشت پھنسا گیا ہو
اگر سب تن کو کاٹ لیتے یہ

ایک ایک بولی بات لینگے یہہ
فدوی اک شکل بانیہ سو بجا ہے
وہین بنایا ہے بستر و آرام
بعد ازان شاہ اپنی جگہ بیٹھین
بولا نور نظر سے یہان اچھا
کہنے آگے پڑھا یہہ انکا نام
پہونچی اک نخل خوش کے سایہ تلے
ہوا گر رائے پاک کو منظور
تو یہان آئے گا سارا انکا دام
لیجیو کر دل مین اب پشیمانی
اُسنے بستر کا دام پھیلایا
کہہ تو اب مین چھیڑ دیوے گی یہہ نغمہ
فن کی لذت دکھائے مسرور
اپنا کسب یہہ ہنر دکھانے لگا
کہ جیسے سنتے ہو ہر اک ششدر رہ
دل ہر اک نے لبھا لبھا کے لیے
تو نے بسمل بنا بنا کے لیے
ہوگئی ہیچ دربار مین کشتی
خواب مین بھی جگا جگا کے لیے
معدن دل سو بہتے ہی انکو نفرت
ہوئے ہر مرغ سنکے بے پروا
کہین بولائے سپیتے پھرتے تھے
کہین پار پڑھی تھی منہ کو گوہرے ہو
دل مین کہتے تھے یا میرے خالق
بڑھے اسکی طرف وہ کل بیتاب
بعد ازان شیر نر تر شتے ہوئے
پیچھے ہٹ سارے چوپائے

سنکے وہ شمع بزم دانائی
وہ سر مست دل سے نکلا ہی
انھین بس نام لے کے خالق کا
ہو گئے سب اہل نجد اغش ہو کر
جلوہ حسن جا بجا ہو تمام کر
پیچھے پیچھے چلا وہ نیک انجام
آتے ہین وہ در زر خوش تدبیر
تو یہہ جانتے بہت تعیش جنون
سنکے وہ گنج مایہ حیرت
ڈال بستر بنا م مستی کی
چند عرصہ کے بعد وہ دلگیر
کوئی مستانی دھن کو لین لگے
مطلب انس مہ نے اپنی مین ادا
وجد مین آ کے بس بجانے لگا
پھر یہہ چھیڑی یا دل غمناک
کسی نے خنجر لگا لگا کے لیے
صدر پر اپنے تیر مژگان کے
پار کرنا خدا خدا کے لیے
اے قمر تیرے رخ دیکھے مین
در مضمون چھپا چھپا کے لیے
اور جو پایہ نکلا لکھون کیا حال
کہین تغش کہا رکھیر گرتے تھے
سب جو سرشار ایک بار ہوے
یہہ ہی کہنے لگی ندا میرے خالق
آگے گرد اسکے سب قرینہ ہی
اور ہر مرغ پر پھیر کتے ہوے
آگئے تو حلقہ ستیز کر بیٹھے

بولا اے نور بخش رسیا لا
کہ حضور ایک جا یہ لزین قیام
وہین دیوےگا ہر بلا سے بچا
سنکے وہ اختر سپہر وفا
بعد ازان سو ہین عازم گرد
تھوڑا ہی دور جو ہین دونون چلے
لگا کہنے کہ اے مراد ضمیر
گر یہہ اس جا یہ ہو قیام اپنا
بولا اے معدن در حکمت
جو ہین بس ماہ نے یہہ فرمایا
بولا اے صبح کار طبع منیر
بولا وہ ہان بجائے مسرور
انگلیون کو سر نکلنے ہی لگا
چھیڑ کر مست دھن سحر اثر
جسکو یہہ سنکے ہر جگر صد چاک
خون گردن یہ اوستم ایجاد
وار ہمنے بچا بچا کے لیے
دلبری کر گئے ہر دل جانباز
بوسہ غم چھپا چھپا کے لیے
جو ہین یہہ گا چکا سراپا ناز
سب سے مستی مین انکا دل گھبرا گیا
کہین ہر رگ تن کو کھو دیے ہو
تو بہت شمع سے بیقرار ہوئے
الغرض کھا کے چند پیچ و تاب
بیٹھے پر اپنے اپنے رتبہ سے
جیسے سب فسانہ خوش مین آئے
پیچھے کل مرغ گھیر کر بیٹھے

نہ تو ہر مرغ پر ہلاتے تھے
کہ یہہ ظاہر ہو چھیڑہ گیا ہی سم
کوئی تو آہ سرد بھرتا تھا
کوئی سر خم بسان مستانہ
ایک کی ایک کو خبر تھی نہین
سرخ رنگت ملی تھی آنکھونسے
اودھر کے گرد اُسکے گھومتا تھا کوئی
تو صحرا جوش مین اکبارہ
مست ایسے تھے نخل صحرائی
جلد سب جھاڑیون نے رو کر لیا
اسطرح کی بجائی اُسنے بین
بعد چوپائیون کے بھی سر جھومے
بعد عرصہ کے رو کی بین اُوسنے
تو ہر اک شیر جوش کھا کر کے
اوہ زبانین نکال کر اپنی
ہوا اُٹھتے تھے زبان سے اوسکی قدم
لیکن یہہ سمجھا تھا وحشت سے
بولا اس منہ سے کیون مگر سر وہ
یہہ تو پابند اضطراب کی ہین
یہان سب آمان ہو کے اپنے
کہو اس نجد سے رہائی ہو
جسمین اُس ماہ کا سراغ ملے
لگا کہنے کہ ٹھیک کہتا ہے
تو ہی پر کسکا خوف اور یہ بلا
دیکھکر یہہ وہ بولا رشک قمر
شہر رہ غول دیکھنا ہوگا
سو رہین آپ شادمانی سے

نہ تو چوپائے سر ہلاتے تھے
جوش مستی سے رہ نسکتا تھا کوئی
کوئی آنکھون کو بند کرتا تھا
کوئی خواہان نہین تھی ہستی کے
اور نظر آنکھی نے لیکر بھی نہین
لیکے جم آہی آنسو گرتے تھے
جوش مین بیٹھا جھومتا تھا کوئی
پتے ہر نخل کے کھڑکنے لگے
کہ ادھر سے دلمین ٹھہرائے
لیک جس سے کبھی بیقراری ہوئی
کہ لیا اہل نجد کا دل چھین
سحر اجھوما تو سب شجر جھومے
جب لیا دل ہر اک کا چھین اُسنے
اوٹھکے مستی مین آگئی اُسکے پاس
آپہچے گردن کو ڈال اپنی
سب تملق کنان بنے اُسکے
کہ نہ واقف تھا اس مصیبت سے
آپ اسطرح سے دیکھتے ہین
دل سے بس معتقد جناب کے ہین
سارے صحرا مین کوئی خوف نہین
خطرہ و خوف سے جدائی ہو
سنکے وہ در بحر زیبائی
انھین لوگون کا خوف رہتا ہی
یہی کہتا تھا اتنے مین اکبار
اتو شب آگئی ہی نور نظر
بولا ابن وزیر اے سرور
فدوی جائیگا پاسبانی سے

اسطرح سب تھے اُس جگہ پہ سم
اُسکے کھٹکے پہ کانپتا تھا کوئی
کوئی بے خود تھا مثل دیوانہ
سب تھے پابند جوش مستی کے
ٹکٹکی آلگی تھی آنکھون سے
جوش مستی مین سب یہہ گرتے تھے
الغرض جب ہوا یہہ حال اظہار
جھومے سب جبکہ دل ٹھہر کر لگے
دیکھکر حال یہہ طلسم نمائی
خوب ہل ہل کی جان شاد رہی
مرغ جھومے تو شیر نر جھومے
شاخین جھومین تو گل شجر جھومے
بین لیوگی جو بین بجا کر کے
بیٹھے سر خم ادب سے ہوش و حواس
اس سے نزدیک ہو گئی سب وہ بھم
بلکہ وہ پاسبان بنے اوسکے
دیکھکر حال یہہ وہ نور نظر
اُنکی الفت سے دل اوبلتے ہین
یہہ تو اب پاسبان ہوے اپنے
چلئے انکے سبب سے نکلتے کہین
چلئے انسے ہی شہ دماغ ملے
تازگی بخش باغ زیبائی
یہی جب انہی ہو گئے ہین مرید
ہوئے کچھ شام کے عیان آثار
آج صحرا مین لیٹنا ہوگا
آپ بے خوف سو رہین سب بھر
حکم دیجے تو اُسکو دور کرے

تجھ اب نہ ہوش ہے مجھکو
تیری صورت نے کیا لیا تجھکو
سنتے ہی وہ مہ سرا پا ناز
جیسے نرگس نے کھولدیں آنکھیں
اتنے میں پر جو اوسنے دیکھ لیے
آنکھیں بند کر لیں بس جھکا کر سر
بولی کس ناز سے وہ ماہ جبین
مجھ سے بتاؤ اپنا کچھ اسرار
کیا تم اپنے تئیں بناتے ہو
یا گستاخیانہ یا رہو ہوش میں
جانے سچ یہ دلمیں اے دلدار
لگی کہنے کہ میری جان کی سر دی
میں تو دل سے تیری ہوئی ہو مرید
تجھ ادا لکو میرے لوڑ نہیں
آنکھ کھولو ذرا خدا کے لیے
ہتھا دل سے بھی اضطراب نہیں
سنکے وہ ماہ چرخ جور و ستم
سینے جو آپ تم سنا تو وہی
تیرے انداز ناز کی ہوں شہید
کر چکا مجھ یہ عشق کارہ اپنا
صنوں نہ رہ کرکے کہڑ کہڑاتا ہے
نہ لو درما در و پدرہ کا ہے
جا ہے اب عام ہوں تیرے پیچھے
چھوڑوں الفت تیری نہیں بہانہ
تو جو خورشید تو میں ہوں ایک ذرہ
تو ہے گلزار میں نسیم سحر
اے پری کیوں ہمیں بتاتی ہے

ایسا الفت کا جوش ہے مجھکو
کہکے وہ گلعذار رونے لگی
اسکے رونے کی کان سے آواز
دیکھکر اسکو میں گھبرایا
تو بہت دل میں پیچ و تاب کی
پری دیکھ مسکرانے لگی
تو یہ کہا آپ ہو گی پردہ نشین
کس لیے دل نزار کرتے ہو
آپ کسی چشم ما جراتے ہو
کچھ سبب اسکا مجھسے کہیے تو
آپ نے فا تو میں میں نہیں تیج بہار
کسلیے دل اداس کرتے ہو
کہہ نازکی صنم کی ہوں شہید
کہہ کے اکبار اسے گلے سے لگا
منہہ سے بولو ذرا خدا کے لیے
شرم بیشک نہ مجھکو آتی ہے
کھولکر آنکھ بولا کیا کہیں ہم
اسیہ وہ ہاتھ جوڑ کے خود کام
بجز الفت میں عرق ہوں معبود
شعلۂ حب جلائے دیتا ہے
طائر جان پھڑپھڑاتا ہے
کسی شے سے ہے مجھے کچھ کام
جا ہے بدنام ہوں تیرے پیچھے
تو جو گل ہے میں تیری بلبل ہوں
تو سرو ہے صنم تو میں قمری
سنکے یہ گفتگوی عشق آئین
کس بیسے باتوں اوڑاتی ہے

میں یہ کہتی ہوں کیا ہوا مجھکو
منہ کو اسکو سنے رو کی دہونے لگی
ایسے سکتے سے کھولدیں آنکھیں
تو میں کہتا تھا میں کہاں آیا
آخر ش اوسکے خوف میں آکر
یہ ادا اوسکی اسکو بھائی لگی
جو چھپائے ہو منہ رخسار
کیوں نہیں آنکھ چار کرتے ہو
یا میری باتیں ناگوار ہوئیں
کہ میرے دلکو کچھ تسلی ہو
کہکے یہ اسکے پاس آئے وہ ہوں
کہ جیسے کیوں تم ہراس کرتی ہو
میری جانب سے منہ کو موڑ نہیں
ہاتھ ٹھوڑھی میں ڈالکر کے کہا
دل بیتاب میں بھی تاب نہیں
تیری الفت بہت ستاتی ہے
تو مجھے آپ جو بتاتیں وہی
لگی یوں کہنے اے میرے گلفام
نہیں پاتا ہے دل قرار اپنا
تم الفت رولائے دیتا ہے
نہیں کچھ دھیان مجھکو گھر کا ہی
تو ہی میرا ہے راحت و آرام
جا ہے رسوا ہوں میں سر بازار
تو ہے گل میں صدائے قلقل ہوں
میں ہوں تو ماہ ہے انور
بولا کس ناز سے یہ ماہ جبین
تم پری اور میں بنی آدم

آب و آتش ہون کسطرح باہم
سنتے ہی اوڑ گئے پری کے ہوش
یہہ تو سمجھا تو دل ہین کون ہین ہم
ہین ملک اپنے پاک تن کے مرید
تو مہ و مہر شرم کہاتے ہین
جو کسی پر ہمارا دل جاتا
زلف خالق نے ایسی کی ہے عطا
گرچہ بل دیکئے زلف عنبر بار
اور دریاؤن مین نہائے صنم
بعد اوسکے ذرا نکہر کے کہین
نور قدرت کی لو دکھاتے ہین
جو کہین پورا ہم سنگار کرین
بخدا مہر خون کے دم نکلین
شکر کر دلمین اے قمر رخسار
اصل کیا خاک کی ہے مجھکو بنا
اوسمین ہے عشوہ و ادا بھی اگر
اون اداؤن کی بھی ادا دی ہے
کیا تو جانیگا ہمکو دیوانے
بخدا اسمین کوئی فرق نہین
شعلۂ نور ہین سراپا اپنے
حسن سے پر ہے اپنا نازک تن
کہکے یہہ پھر کہا کہ اے دلدار
کیا تمھین زہر لگ رہے ہین ہم
تو تو ہے دل مین مہ لقا ششدر
پڑی خالق مین کس عذاب مین ہون
خوب ڈہونڈہنگی اے مہ انور
حب کو برسون تھا ہمسے والی

مجھمین اور تم مین ہے بہت سا فرق
ہوے اکبار دل مین وہ پرجوش
لوگ تصویر بھی بناتے ہین
حور و غلمان ہین انکے نامہ کشید
وہ دیا حق نے ہمکو جلوۂ نور
تو کہین خواب نگاہ کو دیکھا
جیسے پھر اکے ناگن ہو قدا
پیچ مین آئے سنبل خمدار
جب کبھی بال ہم سلجھاتے ہین
اور تھوڑا سا بن سنور کے کہین
گر جسے دیکھ غش ہو عرش اولی
سر سے پا تک اگر نکھار کرین
شہرۂ حسن گرچہ اپنے اوڑ ہین
کہ کیا مین تجھکو دل سے ساز
گرچہ بولا کہ حسن کی پاکی
تو ادا کیا اوا کرے گا لب
یہہ بھلا آدمی کو کیا ہو نصیب
ہمین جو جانتا ہے وہ جانے
اوسکی صنعت کے ہم نمونہ ہین
طائر حسن کے ہین پر اسنے
یہہ کہونگی ضرور اسنے خودبین
میری باتون سے کیا ہوے بیزار
ارے تو جان دل سہی او نادان
بخدا مین بھی ہون جلد ششدر
گرچہ کہتے ہوے مین ڈرتی ہون
تمہین یادگے باوفا رہنا ر
سنکے سوچا وہ اپنے دلمین قمر

خرمن خشک مین ہون اور نو برق
بولی جھلا کے یہہ وہ موردِ غم
ہم کبھی خواب مین نہ آئی ہین
رخ جو اپنا کبھی دکھاتی ہون
کہ ہے شرمندہ حسن سے صورت نور
ہر دل گلعذار لیتے ہین
کالا دیکھے تو اوسکو غم کھاتا
نظر بد سے تن بچا کے صنم
طائر وہم کو بٹھاتے ہین
حسن کو اپنے جب بناتے ہین
شہر مین حور و ملک بھی صلی علی
ہو گئے آراستہ جو ہم نکلین
حورین جنت سی دیکھنے دوڑین
ورنہ ایسے کو ہم سمجھتے ہین کیا
لیکن کہلائے شانۂ خدا کی
ہمین خالق نے گر ادا دی ہے
جیسے پہچانین ہم جہانمین حبیب
دیکھ میری طرف ذرا خودبین
اوسکی قدرت کے ہم نمونہ ہین
نور سے جلوہ گر اپنا بدن
بخدا تجھکو میری قدر نہین
کیون نہین مجھسے بولتے ہو صنم
حسن پر تیرے جان ہے قربان
اور اسی لے مین پیچ و تاب مین تھی
لیک اک چند عرض کرتی ہون
نہ ملے ایسی چاہنے والی
کہ بلا شک ہو اسپہ حب کا اثر

اسکو بیشک میری محبت ہے
اس سے یہہ بوکھلائی جاتی ہی
عشق رہ رہ اسے ستاتا ہے
کرکے باطن مین اسکے حب کی ثنا
بعدازان ہنسکے بولا وہ دیجاہ
باتین جل جل ہمین سناتی ہو
عشق مین خاص کیا اثر رکھا ہے
ہردفعہ تیوریان چڑھاتے ہین
باتین جلبسے سنائین سم کی بھری
یہہ تواضع ہے میزبانی کی
دوسرے باتین بد سناتی ہو
اپنے منہ سے بڑائی کرتی ہو
اولا اک ستم رسیدہ ہون
سیخ پر لگا کباب ہون مین
عشق نے اپنا کرلیا مجھکو
کہ گریبان مین تار ہے نہ عیان
باپ ماننے الگ کیا مہجور
ہان اگر ہے تو ایک ذات خدا
اپنا ملک و دیار بھی چھوٹا
ہان اگر ہے تو ایک نام وہی
جدا کردیگا مجھسے مہجوری
اسقدر دیدا اضطراب کیا
سنکے وہ تازہ دام عشق کا صید
سوچی وہ دلمین اپنے ماہ لقا
درد پیدا ہے اسکی باتونمین
بیخودی مین اوگل رہا ہی یہ ماہ
کشتہ ہے یہہ نگاہ قاتل کا

اسکی باتون مین بوے الفت ہی
دلمین گھبراکے ہی یہہ غیرت حور
دل بیتاب تلملاتا ہے
ہوانا دم بس اسکی الفت سے
آپکو کیا ہوئی ہی میری چاہ
یہہ نتیجہ ہی زور الفت کا
تسخیر حسن مین یاثر بھی یہ ہے
جوادائین کہ یہہ دکھائین ہین
یہی مطلوب کی ہی قربان بری
اک تو مجہ اسے ہمکو کرکے جدا
مارے غصہ کے تھرتھرائی ہو
آہین کرتا ہون حال کچھ اٹھ
دوسرے بار غم کشیدہ ہون
ہوش تن کا ہے اور نہ جان کا تھا
ساغر حب پلادیا مجھکو
شوق نے بے طرح ستایا ہے
ایک ہمدم تھا اسکو بھی کیا دور
اسکی اک ذات کا سہارا ہے
اور اک غمگسار بھی چھوٹا
وہی سب درد وغم ہٹا دیگا
دور کردیگا وہ سب دوری
تو نہ یہہ بات خالی ہے صاحب
فلک حسن کا جلوہ گر خورشید
کہ یہہ بھی اور کسی کا شیدائی
عشق افشا ہے اسکی باتونمین
الم و رنج اسپہ ظاہر ہے
اور قیدی ہے چاہ قاتل کا

گرمی عشق اسے ستاتی ہے
کہتے ہوگے یہہ کیا ہوا اللہ
سوچکر دلمین یہہ وہ ماہ لقا
چونکہ واقف تھا اس مصیبت سے
جو فر ایسا دل جلاتی ہو
جیسا کچھ آپ کررہے ہین ادا
جسطرح آپ پیش آتے ہین
یہنسے خالق سے تمنے پائین ہین
یہہ ہی خاطر ہے مہمانی کی
یہان لاکر کیا اسیر بلا
تیسرے خود ستاتی ہو
سنیے دل سے ذرا تو پیکر
تیسرے خانما خراب ہون مین
ایسا دل سے ہوا ہون مین لاچار
اور سبھون نے کیا ہی ساماں
خانہ و ملک سب چھوڑایا ہی
کہ نہ اس جا پہ کوئی ہی اپنا
اور کسی کا نہین سہارا ہے
نہ رہا اپنے پاس کوئی بھی
حلوہ یار کو دکھاے گا
کیونکہ گر خانما خراب کیا
کوئی صورت نکالی ہے صاحب
ہوی سکتے مین بس نظر کو جھکا
کہہ دیتی ہے اسکی گویائی
آتش غم سے جل رہا ہی یہ ماہ
درد الفت سے خوب باہر ہے
میکدہ عشق کا ہی بادہ خوار

جام الفت سے خوب ہی سرشار
کیے بیشک فلک نے اسپہ ستم
گرمیٔ عشق نے جلایا ہے
ابھی اس سے کرین نہ کچھ گفتار
دل بیچین اسکا بہلائین
کہ ہو فرحت سے پر ایاغ اسکا
ہو فراموش سارا رنج و الم
کہ یہہ ہو سیر آب مستی سے
بولی اُس ماہ سے وہ گل رخسار
چلو گلشن کے لیکے دیکھو
آئی ہنستی ہوئی اُس اسکی قرین
سیر گلشن سے دل کو فرحت ہو
دل بیچین کو قرار آجائے
بولا الیار دلمین ہوئی ملول
ہان اگر ہی تو یار کی خواہش
جو کہ دنیا مین لوگ ہین ناکام
گل مقصود سے ملا دیوے
جبھی آے قرار در دل زار
سیر گلشن سے خار پیدا ہو
گرچہ درد جگر ستانے لگا
نغمہ کھینچو نگا سرو آہی کے
درد و غم اپنا جب یاد کرون
ہو کے کچھ دلمین اپنے زار و ملول
کیونکہ مین خود نہ اپنے ہوش مین ہون
تو بتا کیسے مین سنبھلی کون
اب نہ کیجیے ستم خدا کے لیے
رکھیے گلشن مین چند روز قیام

ہوش اسکے بجا نہین ہین ضرور
بیٹھیہ ہے غرق بحر الم
اور طبیعت جو وحشیانی ہے
کیونکہ گھبرا رہا ہے یہہ دلدار
کچھ چمن فزا دکھائین اسکی
ٹھیک خوشبو سے ہو دماغ اسکا
چل کے بارہ دری مین اسکو بٹھا
اور پھرے دل اُسکا غم کی بستی سے
کہ اجی دلکشا وہان گزرو
اور جلو رونکے تھتھے دیکھو
لگی کہنے کہ لو اوٹھو تو سہی
نکہت گل سے گونہ راحت ہو
سیر گلشن سے عار ہی مجھکو
سنکے وہ نخل شوق بار کا پھول
سیر عمر دون کو کیا مطلب
نہین رکھتے ہین جای عیش سیر کا
تب کمین وہ فزا کی جا کرین
جب ہو قابو مین دل پری رخسار
کھینچا بلبل نے کر کھینچ نالا
یا کہ دل اپنا تلملانے لگا
اس سے کہتا ہون اے قمر رخسار
تب مین گلگشت کا ارادہ کرون
بولی ایکبار یار دل پر جوش
بخدا بیخودی کے جوش مین ہو
کہکے یہہ پھر نزار ہو کے ذرا
اوٹھ چلیے صنم خدا کے لیے
دل مین اے شادمان رہیے

سنگ غم سے ہی سینہ رنجور
روز حشر اسے چڑھایا ہے
یہہ جنون کی فقط نشانی ہے
ابھی کچھ سیر اسکو دکھلائیں
تازہ پھولون کی بو سنگھائیں اسے
ہو یہہ اپنے کل گزشتہ ستم
نغمہ اس گل کو بلبلونکی سنائین
کر کے یہہ دل سے گفتگو انبار
درد و غم کا نہ کچھ بیان کرو
کہکے ہونا نہ سیر وہ ماہ جبین
میرے سر کی قسم چلو تو سہی
اور مستی مین سب غبار آجای
چلنا اسوقت بار ہی مجھکو
ہی نہ تازہ بہار کی خواہش
عیش سے دل جلون کو کیا مطلب
جبکہ خالق ادھ نہین زار ہوے
جبھی یہہ دور دورہ کرین
ورنہ غم بیشمار پیدا ہو
تو ہوا اپنا زخم دل آلا
تو مین تڑپونگا مثل ماہی کے
کہ مجھے سیر سے نہین درکار
سنکے وہ تیغ عشق کا مقتول
اے صنم تو بہت بیہوش
جب تو ہی ہو گا اب سے بیرون
رو کے کہنے لگی وہ ماہ لقا
مانیے عرض اپنی اے گلفام
کچھ دنون میرے مہمان رہیے

سنکے اُس حور وش کے یہ گفتار
ہاتھ اسکا پری نے تھام لیا
چند لمحہ مین ہو لئے چند قدم
جو کہ بزم طلسم کا تھا چراغ
کہین شاداب تختہ گلزار
چھوٹے چھوٹے ہین میوہ دار درخت
ایسی رنگت سے چھپاتی تھی
کہین پر چند پھول نیلے تھے
کہین پر ایسے خوشنما تھے شجر
شاخین چاندی کی اُنکی تھین جنکے
پتے وہ تازہ دل کے لچھے تھے
بیٹھے تھے اور یہ کہو لگے منقار
اور یہہ تازہ طلسم پیدا تھے
قمریان ہر سرو پہ زاری تھین
کہین پر سبزہ لہلہاتا ہے
کہین کبکو دری ٹہلتے ہین
کبھی اس شاخ پر چہکتے تھے
جنکو سنکے ملک ہون دیوانے
ایسے کرتے ہین پاک الحانی
انکو لے کر پری وہانسے بڑھی
کہا جی کچھہ طلسم وا دیکھو
آئے کچھہ مرغ خوشنما پرندہ
پہلے کچھہ دیر تیرتے وہ رہے
تو ہر اک کے تھے رنگ بدلے ہوئے
جتنے تھے زرد گل وہ آبی ہوئے
چوٹیان تھین سرو پہ کلغی دار
تو ہین راضی رہو خدا ہم سے

اُٹھ گئی اُس جا سے وہ قمر رخسار
لے کے خوش خوش چلی وہ باغ کی بیچ
آئی گلشن مین وہ اسیر ستم
تھے ہر اک نخل سحر سے معمور
جس پہ صدقے ہو تازہ فصل بہار
کہین پر گل کھلے ہین پاک سنور
دیکھہ انجم بھی جھلملاتے تھے
کہین پر سرخ کلیان مسکلین مقصور
جنکے دیکھنے سے عقل ہو ششدر
پتے اُنمین تھے خوش زمرد کے
موتی کی ٹہنیون مین گچھے تھے
دیتے تھے جنکے سب یہ دیسے صدا
مرغ گل ہر شجر پہ شیدا تھے
کبھی پیاری سنائی نغمہ ہزار
خوشنما مرغ چہچہاتا ہے
کہین پر مرغ چھوٹے چہکارین
کبھی اُس شاخ پر چہکتے تھے
کبھی پنجون سے شاخین دابتے ہین
کہ پرون پر ہے ظل سبحانی
چند عرصہ مین لاکے حوض کے پاس
کچھہ تماشہ طلسم بنا دیکھو
طرح رنگ اپنا سب دکھانے لگے
بعد از ان سب نے غوطے مار لیے
سرخ جتنے تھے وہ سفید ہوئے
جتنے اودے تھے سب گلابی ہوئے
شاد اُس حوض بہر مین پھرتے تھے
یہہ چمن ہو نہین جدا ہم سے

چار نا چار اُسکے ساتھ چلا
جس سے فرحت ہو خوش وہ باغ کی بیچ
لگی دکھلانے اسکو تازہ باغ
جسکو ہو دیکھہ عقل سے معذور
کہین تازہ تھے خوش قطار درخت
اپنا اپنا سنگار تازہ تر
کہین پر زرد گل نکھلے تھے
کہین پر اودی کلیان مسکلین مقصور
ٹہنیان سونے کی خاص تازہ کار
جنکے دیکھے سے نخل دل ہون ہرے
اور کچھہ مرغ خوشنما پردار
کیا تیری شان ہے سبحان اللہ
بلبلین گلبونیہ واری تھین
کبھی قمری مچائی کو کی پکار
کہین طاؤس منس کے ٹہلتے ہین
اودی اور سرخ منقارین
کبھی نغمہ سناتے مستانے
کبھی مستانہ اونیہ ناچتے ہین
الغرض یہہ دکھا کے جلوہ گری
لگی کہنے وہ اس سے بے وسواس
کہہ رہے تھے اتنے مین اکبار
بعد اُس حوض مین نہانے لگے
اب جو غوطہ لگا گئے وہ ادھر سے
جو ہرے تھے وہ کل سیاہ بنے
اور اک ایجاد اُنمین تھا اظہار
اور یہہ کہہ کے گرتے تھے
اسکے گل تازہ لہلہاتے رہین

اور رہا اسمین چھپا تے رہن
اب جو دیکھا تو سے رہی صورت
خوش نما کر کے حوض بیچ نکلے
بیٹھکر بس ہوا وہ کھانے لگے
ہوئے اکبار وجد مین وہ تب
کچھ عجب شان ہے تیری مولا
تو عجائب ہر اک بناتا ہے
کیا ہے طاقت کسی کی اے خالق
آگے کیا زیادہ وقفیت پائے
کہکے یہہ سب کے سب بھٹکنے لگے
لائی بارہ دری مین اسکو چھپا
تھی وہ بارہ دری بھی نادر کار
اومین تھے پھول وہ سہانی لگے
کہین گلدستہ رکھے وہ خوشرنگ
جن پہ چادر تھی ظل سبحان کی
بیچ تھے تشتون کے جالون کے
تیجھے تھے کھول کھول کر منقال
تازگی اونکو دیکھہ کر شہ پاسے
ہری مخمل سے تازہ تازہ شجر
انگ انور سے جھلجھلاتین تھین
کیسی پاکیزگی سے نکھار ہوا
چند دیوار کبیر پان رنگدار
کوئی اودی کوئی گلابی تھی
کہ جنھین دیکھہ صاف ہو عیار
زہے زرد وری کام سے تھی آرای
دلبر اونکو دیکھہ کر بیحال
ہوئی تھی اسکی چھت مین آئینہ
کرتی تھین اور یہہ حورین نظارے
نور سے ماہ کو چھپاتے تھے
وہ نفاست سے انکی ناز بھی پامال
ایسی تیزی سے جلوہ افگن تھے
نور سے پر تھی کل وہ بارہ دری
مین تو لکھتا ہون نور کا قصہ
پردے زربفت کے بنا انداز
جھالرین آبلہ اور موتی کے
خوشنما وہ دکھائے بارہ دری

کہتے یہہ پھر لگا لیے غوطے
جیسی اول مین اونکی تھی صورت
خیر وا سبنے نکلے سب اکبار
جو تجھون سے کہو دیر سکھانے لگ
کیا تیری صنعتون ہوا اظہار
کیا گلشن کو پاک اور اولا
کون واقف ہے تیری صنعت سے
کہ جو تیری صفت مین ہو ناطق
اے گلشن مین کر تکل اسے
گل ہی سب پھول کر مہکنے لگے
لیک غوغا نسیم کرتی ہے
ہر طرف نادرگی تھی تازہ وقطار
کہ جنھین دیکھہ دل کو ہو فرحت
کہ جنھین دیکھہ کر خرد ہو دنگ
شاخین اومین تھین گل زمردکار
اور لٹکتے تھے پھول لالون کے
نیبہ بارہ دری وہ گلدستے
اندر صفا دیکھے نور روشنی ہو جائے
گرد انکے تھین کرسیان دو چار
آب گوہر سے جھپا لی تختین
جنکے دیکھے دل مصفا ہو
اپنی اپنی دکھارہین تھین بہار
اور بارہ دری کے جتنے تھے در
در پر مین آگیا ہے باغ جنان
جھالرین موتیون کی تازہ نگار
شیشہ آلات کا لکھون کیا حال
اور کچھ ہانڈیان گلابی رنگ
اور رنگ زنگ کے تھے وہ غبارے
اور رنگ برنگیون کا کیا ہو بیان
کہ جسے دیکھہ کر ملک ہون نڈھال
کہ نظر تاب کیا نظارہ کرے
اور سپید تھد آتی دل سے جلوہ گری
بیچ مین اسکے اک مسہری تھی
او بیہ جوہر کا تازہ تازہ ساز
دیکھہ کر جسکو دل رہین یہہ آسے
ہوئی حسرت سے ڈرتے ڈرتے پری

چند عرصہ کے بعد پھر اودھر سے
پر اوٹھا کر کے حوض سے نکلے
بیٹھے پر کھلا ہے جادو کار
جبکہ پر اونکے خشک ہو گئے سب
کیا تیری قدرتون کا ہو اظہار
تو ہی ہر رنگ گل دکھاتا ہے
تو ہی ماہر ہے اپنی قدرت سے
کیا کوئی اور ماہیت پائے
تو فرشتہ عجب مین رہجائے
الغرض یہہ طلسم خوش دکھلا
روبرو کچھہ ہوا نسیم کرتی ہے
مخمل تھے اومین جھمک جھمک لگے
پائے روح لطیف ہی راحت
بیٹھکین اونکی پاک مرجان کی
پتیان تھین عقیق زرد نگار
اونیہ کچھ طلا سے مرصع کار
زرکی منبر و نیہ ایک ایک سجے
سادہ ی منبرین اودھر اودھر تھی لگی
جلوہ گر اومین سب تھا بینا کار
نیچے اونکے تھا فرش مخمل کا
اور دماغ خرد معلی ہو
سرخ کوئی تھی کوئی آبی تھی
سبزہ اومین وہ خوشنما ازبس
سرخ اطلس کی خاص تھی وہ بھی
کرتہ انکے دکھارہین تھین بہار
سرخ اور زرد جا بجا ترتیب سے
ساخت کے اونکے کچھ عجائب ہی ڈھنگ
اور کنول انکے رنگ دکھاتے تھے
زرد تھے اومین کنیت جا بجا دکھان
سادہ کچھ لمنیب اور روشن تھے
چشم دیدار سے کنارہ کرے
تھی وہ صانع ظہور کا قبہ
حافظ اسکی نسیم سحری تھی
جا بجا خوشنما کر موتی کے
انکھین بند کر کے جیسے سو جائے
کہ ابھی سیر یہہ لینے آئے

ہو تو صادق یہی مہ انور
لیک اپنے یہی دلکو ہو آرام
بلکہ غم اور نمکو کھاتا ہے
لخت دل اپنے حق مین بہتر ہے
زیست جبتلک ہو اتنی جیتے ہین
کیونکہ گر دلمین یہہ خفا ہوئے
لگا کرنے پری سے اس نوع ذکر
کہ جو یہو ڑی جڑیہ تھا ے بیٹھے ہین
لائیے پیش جو ہو آب طعام
سنکے وہ نونہال باغ ستم
لائے کچھ تازہ تحفہ سے طعام
نہین دل کو ملول اب کیجے
جو کہ لائی تھی وہ نفیس غذا
اور شتابہ خرد بھی تازہ ہو
کہا ے امین آپ تازہ طعام
سنکے آستے چنانچہ آگے کی
آپ بھی نوش کیجیے صاحب
مقصد نحر امین ستے تہیر انے کا
باطنی ہو جدا صنم تجھہ سے
کرکے پھر بولا اس سے یہہ ذی جاہ
او تھیے قبر غشوہ ہو چکی صاحب
بعد ازان ہنس کے بولی اس سے وہ ماہ
جسقدر چاہیے آپ جھنجلا لے
بعد ازان تھوڑا تھوڑا کھا کے طعام
رکھا جلدی سے محل کے درمیان
اور رہ رہ کے مسکرائی ہوئی
کہ اجی آپ کون آئے ہین
کہ نہ خوب یہہ اسیر ستم
اور ہوئے خوب عشق کے بانی
اب مسہری پہ سورہو درم کہ
بعدہ آیا جبکہ سو گئین گے
ہم مسہری کے گرد ٹہلین گے
بولا کہ انبار با دل پر جوش
مفت یہہ چارہ جوئی کرتے ہو
سنگ غم چاہیے کھائے بیٹھی ہین
ایسا مدہوش ہون پری رخسار

آپ مہمان نوازی کرتے ہین
عیب تو معلوم خوش ہو آپ طعام
اور جو بونکھیے اے رشک قمر
اتنہک خون غمکو آپ کو شرستے
لیکے یہہ سوچا دلمین وہ گلفام
تو خدا جانے کیا خفا ہو گی
کہ اجی آپ کیون تمسیدہ ہین
اور منہ کو بنائے بیٹھے ہین
کہ آپسے ہم بھی کھا آپ بھی کھائیے
رشتے نادک کہان الہم
بعد ازان ہنس کے بولی وہ خود کام
دل سے اے مہ قبول اب کیجے
جسکو دیکھے سے دل کو راحت ہو
رو برے خواہش یہ پورا عارضہ
نوش کیجیے تو مین کھاتی نوش کرون
بعد بولی اداد کھا کے پری
میرے کھانے کی کیا اچھی ہے ضرور
ہو شملہ ساتھ کے کھلانے کا
یا حق ہمسے نکھائی کرتے ہو
دیکھیے اب ہاتھ دہوے اے ماہ
ہو کے لاچار وہ پری اوٹھی
کہ اجی آپکی خوشی ذی جاہ
ہوکے کچھ آسطرح بیار سے کلام
اوٹھے جلدی سے دونون گلفام
پھر وہ مہ آئی نازہ کرتی ہوئی
جبکہ آنکھ وہ اس قمر کے قرین
دیکھے دیوانہ وش بنائے ہین
اور ہم کچھ ادائی کرتے ہین
یہہ نہ خوب اپنے دلوائے
اور نہ دست دیا دیا نہ یون
خواب غفلت مین خوب ہو مین گے
سنکے یہہ نسبت نادہ دو زہی
کہ اجی سنیے اے مہ رو دلپوش
ہم ہین آوارہ وطن بربا د
پہلو سے دل دبائے رہتے ہین
یہہ نہین جانتا ہون ہون مین کہان

پیشہ سر فرازی کرتے ہین
ورنہ کھانا نہ پینا بھاتا ہے
تو مشرح ہے یہہ خیال یہہ اللہ
ہی کھاتے ہین اور رہتے ہین
اب سوفت یار کرنا تھا مر
سوچکر دلمین وہ سکندر نگر
اسلیئے اسقدر کشیدہ ہین
لیکے یہہ پھر کہا کہ ای خود کام
بعد ازان دکی کو عیش سے بہلا کر
ہوئی اکبارگی کہ پہ خرام
کہ یہہ جادہ ہے یکسون کا طعام
کیا مین اظہار آپ کرون اسکا
روح کو دکھہ کر بہ اذیت ہو
شاہزادہ نے اسکے سنکے کلام
حکم عالی ہے ہم نہین ٹالدن
کہ اجی ہاتھ دہوئیے صاحب
دیکھیا جائیگا پھر کبھی اے حضور
ملتی ہے ظاہر اشنم تجھہ سے
کہ اجی کرتے کیون ہو یہہ جفا
اب بہت شرم دہ ہین جی صاحب
اور ہنس ہنس کے ہاتھ دھونے لگی
ورنہ ہم ساتھ مین نہین کھاتے
لگے کھانے وہ دونون ماہ طعام
اور پری نے اوٹھا کے دستر خوان
شرم سے اپنا منہہ چھپالی ہوئی
بولی سونا ہے وہ ماہ جبین
اپنے دل مین یہہ کہتی ہوئی صنم
ایسے تازہ رکھائی کرتے ہین
کہکے یہہ پھر کہا اے رشک قمر
داب کر آپکو سلادیون مین
نیند کے ساتھ آپ پہلین گے
رونق افروز بزم مہجوری
بس ہیے زیادہ گوئی کرتے ہو
ابھی سنتا نہین کوئی فریاد
ہوش جانکا نہ تن بدن کا خیال
کس طرف دیر سے کدہر ہی جہان

آتش عشق کا ہو لہ ہون
طعنہ زن آپ سے ہو خوب نژاد
حسن سے پر ایاغ آپکا ہے
سیر ہو چشمۂ طراوت سے
نہ کسی کا ہے خوف اور خطر
بلکہ دلمین ہمین بناتے ہو
کہکے پہر بولا یہہ قمر رخسار
ہمیشہ آمادۂ خفا ہین کیون
دوسرے ہون ہین مثل دیوانہ
سیر ہون خوب آپ حسرت سے
تن جلاتا ہے شعلۂ دوری
دل جلا ہو اوڑائے دیتا ہے
سنکے وہ بلبل ریاض وفا
کس لیئے دہی رہی رنج و الم
جو کھٹکتے ہو مجہ سے تم ہر بار
اور مارتے ہین چشم اظہر کے
کہکے یہہ سوچی دل مین وہ طناز
وحشت عشق اسکو گہیرے ہے
اسکو قابو مین پہلے خوب کرین
کس نے درد جگر کیا پیدا
کس چمن مین چھپا ہوا ہی وہ گل
کس نے اس سے چھوڑایا شہر و دیار
کس نے اسکو ستایا دنیا مین
کس نے اسیر کیا ستم ایجاد
کس کی یہہ زلف کا ہوا ہے اسیر
کس پری نے اسے دیوانہ کیا
یا ملک یا کہ جن ہمارا ہے
کیا کس بدر رخ نے اسکو جلال
ابھی اس سے نہ چھیڑ چھاڑ کرین
تاج پریون اسکو دکہلائین
نہ کبھی ملک و گہر کو یاد کرے
تو قبولے یہہ جا ہے ماہ منیر
کرین اس روز ہم نیا سامان
اپنا اپنا نرالا ہو انداز
جس مین ہی اسکو قسمین دیکے بلائین
تو بہت سے کرینگے ہم اسرار

بلکہ صحرا کا مین بگولہ ہون
غرق ہو بحر نوجوانی مین
عیش سے پر ہو باغ آپکا ہے
اور ہو گود ناز مین کہتے
نہ کوئی فکر ہے مۂ انور
از پئے تجہے دکہاتے ہو کیا کیا
دیکھی تیوری پری کی جب دلدار
پہر سے کہنے لگا نہ ہے نہ ترا
شمع عشق کا ہون پروانہ
ہوش اپنے بجا نہین ہین ضرور
دل جلاتی ہے آگ مہجوری
جان کہو دی آہ سرد بہرتی ہے
مہ آوارہ برج جور و جفا
دیدے ہم ہین اپنے حسین لقا
کس لیئے ہو پری کی یہہ گفتار
آپ کچہہ اور ہی سمجہتے ہین
کہ ابہی یہہ نہین جنون سے باز
اپنے قابو مین یہہ نہین زنہار
بعد ازان اسکا حال کل پوچھین
کس ستمگر کی اسکو خواہش ہے
جسکا یہہ گلعذار ہے بلبل
کس نے ان باپ سے کیا مہجور
کس نے اسکو پہرایا صحرا مین
کس نے جلوہ دکہا دیا اسکو
کون صیاد کا ہے یہہ نخچیر
حور ہے یا کہ وہ بشر ہے کوئی
کس نے اس بے گنہ کو مارا ہی
ہوئے یہہ جب اپنے قابو مین
چند دن اسکو ہم تسلی دین
کہ یہہ بہولے تمام رنج و الم
نہ کبھی اس قمر کو یاد کرے
کہ کہین ایک دن بطور اپنے
ڈہونڈہوائین عمدہ دستر خوان
اسمین اک کشتی پر کباب کی ہو
اور منتوانا اس ستم کو بنائین
اسکو ہر طرح سے منائینگے

آپ تو فضل حق سے ہو گئے شاد
ہوتے جاتے ہو شادمانی سے
سست ہو بادۂ لطافت سے
نئے پہرتے ہو مثل البیلے
اسی سے بلکہ نہ دکہاتے ہو
تازہ وعدۂ شفا سے ہو گیا
کہ اجی آپ اب خفا ہین کیون
ہین تو مہمان ہون تیرا آپ لقا
مست بے حد ہون جام وحشت سے
پڑے ہین جام بے خودی کے سرور
شور غم عقل کہائے دیتا ہے
یاس لٹکنا تمہید کرتی ہے
لگی کہنے کہ اے اسیر ستم
کچہہ اور کچہہ نہین ملا کسے
ہم تو عاشق ہین روے انور کے
مجہ مری باتون مین بگڑتے ہین
نہ ابہی قابو مین ہے میرے ہے
سارے دیوانون کی ہین آثار
کہ یہہ ہے کسکا عاشق و شیدا
کون دلبر کی اسکو خواہش ہے
کس نے اسکا چھوڑایا سب گہربار
کس ستمگر نے اسکو پہینکا دور
کون اسکا ہے باعث بیداد
کس نے مجنون بنا دیا اسکو
کس نے اپنا اسے بنا نہ کیا
شمس ہے یا کہ وہ قمر ہے کوئی
اس سے دریافت ہو غرد رہا حال
دیکھین جب ہو جب اپنے قابو مین
اور چیلون مین اسکو بہلائین
اور ہمیشہ رہتے مدام بہم
بعد ازان اسکی یہہ کرین تدبیر
کہ صنم آج تیری دعوت ہے
اس مین ہون گستیون کا سارا انس
اور بوتل بھی اک شراب کی ہو
گر کیا اس نے پینے مین انکار
ہم پینگے ادسے پلائین گے

جو پرستان و ہند میں مشہور
خوبرو ہے آج شہرۂ آفاق
جسکی رضوان کو رہتی ہے حسرت
کیسا اوسکا ہے زیب و زینت و ساز
ٹوپی تھی جان و دل سے جلوہ گری
سنکے یہہ اوٹھ کھڑا ہوا وہ ماہ
اور آہستہ سے ٹہلتی ہوئی
ناز و انداز سے اودہر لی ہوئی
ملی وہ جا کے روبے سرحد سے
کوہ کے سامان زیب و سامان کے
میرے سایہ تلے ڈرے رہنا
ہو نہ ایسا کہ دیکھ لیں تو بھجین
گلا پرستان میں آپنا غوغا ہو
کہہ کے یہہ پھر کہا کہ اے دلدار
کہ نہ دیکھیں تمہین کوئی مغرور
وہان اگر لاکھہ دیو ڈنکا رہین
کیونکہ اونکی ہے جو یہہ ماہ جبین
جا کے بہانک قریب تو لی پری
ہو کے سکتے میں اوسطرف دیکھا
خوش وضع انیہ روشنی کی بہا
کہ نظر بیان تھی دیکھہ حیران تھی
ایک نو برج وہ مرصع کار
دل ملایک کا ٹہلا جاوے
ایسے کرتے تھے روشنی کا ظہور
تینوں میں سرخ ہیا ر روس تھے
جس پہ نور نگاہ دو ٹکڑے
چشم کو زان میں جس سے ای تری
دیو دو مثل کوہ اوسکے پاس
روشنی میں بہت جھلکتی ہوئین
حکم عالی سے وہ دہلتے تھے
پھر لی اسکو چھپا کے وہ طناز
دیو ایسے دیکھا کے شرمائے
کہ سلامت یہہ شاہزادی رہے
جو مین بہانک کے ہو گئے وہ
سچ بتا کہ یہہ مجھ سے ماہ جبین
کیونکہ جس وقت دیو آگے پڑھے
اور دعائیں مجھین سنانے لگے

جسکے ہین حور و غلمان بھی پروانے
جسکے خوابون میں لوگ ہین مشتاق
لیکے یہہ پھر کہا کہ اے جانان
روشنی کا ہے خوش نما انداز
الغرض کسقدر بیان ہو گا
ہوا اوس رشک ماہ کے ہمراہ
ہاتھہ اوس ماہ سے ملائے ہوئے
ہر قدم پر وہ مسکرائی ہوئی
پھر لگی کہنے اوس اے دلدار
برج ظاہر ہوئے پرستان کے
کیونکہ بہانک ہے اولین مشہور
اور تمکو وہ آن کر ٹوکین
اور کیا جانے کیا مزا ہو مری
ایسا کھٹکا نہین ہمین زنہار
اور ایک بات تمسے کہنی ہے
یا اگر چہ نہین خشم کر مارین
یہہ سخن سنکے ہنس پڑی وہ ماہ
کہ صنم دیکھو یہان کی جلوہ گری
تو کھلے چار برج خوش انداز
لگے اونے گلاس تازہ کار
لو بین اسطرح اونمین ہوئے تھین
دو ہرے اودی روشنی کی بہار
ہرے اور سبز گلاس وہ خوش آب
جیسے اوڑی ہین سبز لقہ نور
اوسکی بالا نشین یہ تازہ خرا
شرم سے خود ہو ماہ دو ٹکڑے
ایسی بہانک کی تھی حقیقت حال
پاسبانی میں تھے کہری یہ حرام
اور ہتھیار کل تھے زیب کمر
سمجھے تھے نہین ہلتے تھے
جو تین بہانک کے درمیان آئی
اور آداب خود بجا لائے
لیکے اونکے سلام وہ دلگیر
ہوئی اوس ماہ سے یون ہمسخن
سنکے بولا یہہ اوسکے کہنے سے
پر میرے وہین پہ لرزے تھے
تب تین دل مین ہوا ذرا کچھہ شاد

حسن شمع کے فلک ہین پروانے
وہ بہانک کے خطۂ جنت
دیکھیے چلکے خطہ ما بان
بہانک کون پر و زیر بارہ دری
دیکھنے سے تمہ عیان ہو گا
چلی وہ حسن سے ٹہلتی ہوئی
قدم سے منہ الگ ہٹائی ہوئی
الغرض بعد چند عرصے کے
دیکھو دوری سے خوشنما انداز
اب خدا کے لیے تھی رہنا
ایسے ہو پاسبان دیو ضرور
تو غضب ایک اودہر ہو
اور تم پر ہو تازہ ظلم کرے
ہان مگر اتنا خوف ہے بہر ضرور
وہی اب لونڈی عرض کرتی ہے
تو صنم ہم کبھی دہلنا نہین
گئے پوشیدہ ساتھ یہہ ذی جاہ
جہ مین اس ماہ نے نظر کو اوٹھا
آگے بہانک کے ہین جلوہ پر وار
اور جھلک او تمین وہ نما تیان تھی
جیسے مہتابیان و دی چھوٹی تھین
کہ نظر ہو جھلملا جاوے
کہ شبنمین دیکھکے خرد ہو دنگ
تین در اسمین جلوہ افگن تھے
جلوہ گر ایک چاند اسیلے کا
ایسی اودی سبز تھی پاک جلوہ گری
پاسبانی کا اوسکے سنیے حال
قور دیان اونکی کل چمکتی ہوئین
پہرے اونکے تھے خاص ایک نیر
الغرض یہہ دکھا کے کل انداز
تو ذرا گردن اپنی لٹکا لی
جھک کے اتنا زبان سے کہنے لگے
بڑھتی آگے کو مثل ماہ منیر
کہ اجی اے صنم ڈری تو نہین
سچ کہا اے قمر لرزنے سے
لیک تب وہ ادب بجانے لگے
کہ نہ پوچھین گے مجھ سے یہہ بد زاد

سنکے اُسنی اوٹھائی اپنی نظر
زیر پھاٹک کھڑے ہین نے وسلوس
ایسا چہرون پہ اُنکے نور عیان
کلۂ مہر حسن سنتے ہو ششدر
زیر پھاٹک جو پہونچی وہ طناز
ہوے خاموش دونون ماہ لقا
کہ اب آتے ہین ظل سبحانی
کیجیے بعد یہہ خبر اظہار
یعنے یہہ کرتے ہین نقیب کلام
ہوے داخل محل مین نہائت کے
دیکھتے ہی یہہ بولی نیک جمال
کہ کرون فکر طبع کچھہ اظہر
سنکے اکبار ظل سبحانے
اپنی فکر طبع دیکھ مجھکو
آرہے ہو جو سر جھکائے ہوے
کیا کسی سے ہو تم لڑائے ہوے
کیون ہے کوچہ مین تو کھڑا قاتل
خاک مرقد ذرہ اٹھائے ہوئے
اے صنم ہے یہ تیر مژگان کا
ہم بھی دل تمسے ہین لگائے ہوے
آئیکی تو ہین اے مہ انور
تازہ تر کوئی گل کھلاے ہوے
تم تو غصہ سے شاد ہو حضرت
بند کر بیٹھے اپنا غنچہ دہن
کیسے اشعار خوش نمائش ہین
کہ نکلتی ہے خود زبان سحر واہ
الغرض کہہ رہا تھا وہ جمیا ہ
نور چشمی کی کچھہ خبر ہے نہین
یعنی وہ خواب جو کہ تھا آسیب
عیش دنیا بھلائی ہے اُسکو
دیکھو تو ورد نام رکھتی ہے
مفت پھانسا کمند گیسو نے
حدت عشق کو چھپاتی ہے
اضطرابی سے تنگ کرتی ہے
خیال کچھہ ہے نہ زندگانی پر
پیشہ شرم دار ہے لڑکی

نظر آے اودہر وہ شمس و قمر
ہاتھون مین ایک ایک لی شمشیر
کہ جسے دیکھہ غش ہو سارا جہان
دیکھتا تھا کہ اتنے مین وہ پری
تو جھکے دونون وہ سراپا نار
الغرض جبکہ سب ہویدا ہے
سو گئی کچھہ چاہیے ثنا خوانی
سو سمجھتے تھے کہ اتنے مین اکبار
ظل اکرم بفرق دبارہ مدام
جبکہ اس ماہ نے نظر کو اوٹھا
رہے وا مہ غلام جاہ و جلال
کیونکہ ہین نئے اکہے ہین کچھہ اشعار
لگے کہتے اے ماہ نورانی
اُستے سنکر جناب عالی سے
خیال کیا دل مین ہو تمہارے تو
گرچہ تم غنچہ سان ہو لب بستہ
خنجر ابروان اوٹھاے ہوے
زلف پیچان مین ہے پریشانی
ہم بھی بیٹھے ہین زخم کھائے ہوے
ہے عنایت تمکو چھیڑنا صاحب
شمع سان تن کو ہین گھلائے ہوے
خاک ڈالو اے دفن کے ہنگام
شکر غم کو ہو بھگائے ہوے
اتنے مین وہ شہ ہمایون جاہ
کہ نہ شعر اکے ہاتھ آتے ہین
ہی سند دلیہ وہ وفا پیرتی
اتنے مین بولی یہہ شبیہ ماہ
کہ رہتی ہے آہ و زاری مین
دیدہ ناخفتا کسی قمر نے قریب
گریۂ عشق جب جھمکتی ہے
شب گوزاری سے کام رہتی ہے
لیک لڑکی بہت ہے غیرت دار
خنجر غم جگر پہ کھاتی ہے
آتش حب اگر جلاتی ہے
مرتی ہے عز خاندانی پر
بیٹھی ہے جان و تن جلائے ہوے

لیک پہنے وہ سبز سار الباس
پھرتے ہین وجد مین وہ ماہ منیر
وہ بولنے تھے تاتتر قون تر
اسکو تو شید ہ لرکے آگے بڑھی
اور اداے اسکا کرکے ادا
اوسکی بانکو یہہ بات پیدا ہے
کہ وہ خوش ہو ہین بطرح غمخوار
آمد شاہ کا ہوا اظہار
الغرض بعد چند عرصہ کے
شاہ عالم کو روبرو دیکھا
آج دل چاہتا ہے اے سرور
حکم ہوے تو خوش کرون اظہار
بے تخطر ہوئے تو سنا مجھکو
یہہ پڑھے شعر شاد جانے سے
چشم کیون بار بار جھکتی ہے
ہم بھی ہین راز کچھہ چھپاے ہوے
اے ہمیا راہ مہربانی سے
دام جب ہین ہو دل پھنسائے ہوے
دل مین رکھو خیال ای دلبر
ہم ہین آپی فلک ستائے ہوے
آرہے ہین وہ آج خندان رو
کہہ نہ جانا کہ ہین نہائے ہوے
پھر یہہ شعر پڑھا اے سیر محسن
بولا اکبار اے قمر واللہ
دل میرا اسقدر ہے خوش واللہ
کیا لکھون اے قمر ہتنگ تیری
کہ آجی ہمکو کچھہ نظر ہے نہین
جان دیتی ہے انتظاری مین
وہ ابھی تک ستاتی ہے اُسکو
چھپکے وہ بے خطا ترپتی ہے
کچھہ نہ دی بو آس عنبرین مو نے
راز کرنی نہین ہے کچھہ اظہار
بے حجابی سے تنگ کرتی ہے
پر نہ وہ کچھہ زبان پہ لاتی ہے
آئیکی جان نثار ہے لڑکی
بار غم بے طرح اوٹھائے ہوے

اس سے لازم ہے اے ہمایون فر
تو پشیمانی بعد آئے بہ سر
مجھکو جو فکر اسکی ہے کہ ہمن
ہے مظفر کا ایک برخوردار
لیک کم سن ابھی بہت ہے وہ
ابھی چھوٹا ہے شیر خوارہ سے
کہ ابھی چھیڑو کچھ نہیں زنہار
ٹھیک ہے سب یہ طفل سمجھائی
یعنی یون کہنا اپنی جانب سے
اسکو کچھ دل مین سوچیے با غور
میسر ہے دور یہ لطف ماضی ہو
اگر ہو لے جدال کی صورت
یعنی کوئی عمل کا عامل ہو
گرچہ ہوتا ہو تو منگائیے اوسے
کہتے تھے پھر کہا کہ اے شاہا
میری جانب سے ہوگا اسکا ذکر
سنکے شہ نے کہا کہ اے خورشید
کوئی ڈھونڈھو تو شہر سے عامل
کہ ذرا آوسے کچھ اثر تو نہین
جلد کر دینگے سارا اسرار تباہ
بعد از آن چپکے ہو کے یہ بجلی
اوٹھے بستر سے وہ قمر عنا
اور منگے آب وضو منگا کرکے
پہونچا جلدی یہ تخت پر گوہر
اسطرف یہ ماہ سر آیا تو یہ
کہا دے نور چشم شادی کو
کہ وہ علم و عمل مین عامل ہو
اپنا کسب و ہنر دکھاؤن مین
شاہ جب اس سے یہ کرینگے نخرہ
گر خدا چاہے اے مرے مغفور
دوسرے روز اے قمر پیکر
یون مین کرنے لگی ثنا خوانی
کام کو تین نے کر دیا انجام
کہ پھرے اسکا ڈر سے خوش دامن
اوٹھی اوس جا سے بلبلاتی ہوئی
لگی کرنے صدا یہ خوش الحان
سنے ایک جو مدار غیرت حور
اپنا اپنا دکھانا کسب کار

کہ کرو اسکی فکر زیادہ تر
سنکے وہ شاہ نیک خوش اقبال
جابجا اسکا ذکر ہے کہ نہین
منتظر رو بہ قمر کے دروشن
لگتی کم دن ابھی بہت ہے وہ
یہ سخن اسکی مین نے ماہ منیر
سو تو جانے دو کچھ ذرا اشتابا
لیک اسکا جب مجھکو کہتی ہے
میرے نزدیک نامناسب ہے
ایک تو اسمین ہند کی حرمت کی
کیا عجب ہے اگر نہ راضی ہو
اس سے بہتر ہے اے سکندر جاہ
جو کہ اس فن مین خوب ماہر ہو
اور لاکر یہان زراہ شعور
گرچہ خالق کے نام سے جادو
لیکن اسمین برا کیا کالی ہو
حرج کیا ہے اگر نہیں یون ہے
کہ وہ ... سے اوسے منگا لو تم
ابلہ خانہ کو کچھ خبر ہو نہین
شہر یہ کہکے وہ بلند القاب
سو رہی ایک سمت کروٹ پھرا
جیسے عرصہ کے بعد وقت پگاہ
پڑھ نماز سحر ادا کرکے
کی آداب کرکے پھر خدام
نکی پھیلاتے اپنا کار ضرور
جلد لا کوئی آدمی یہ فن
فضل خالق سے خوب کامل ہو
گر فرشتہ فلک یہ ہوسے نہان
اسی سے منگا لو لعل و یمن
کہتے بس اتنا وہ چلی آئی
آئی یان اوسکو ساتھ لیکر
کہ باقبال کردگار جہان
ہونا ہے پیش خلعت و انعام
سنکے وہ ماہ غیرت مہتاب
غنچہ سا ان دلہن کھلکھلاتی ہوئی
کہ ارے کوئی دایہ حاضر ہے
لگا کہنے کہ ہاں تہرت بہ حضور
اسنے سنکر کہا کہ اے ...

کیونکہ گر جان اسکی جائیگی
تو لاسن تو آرے وہ دختر جمال
خبر اوسنے ہوا تھا یہ اظہار
تھے وہ موسوم ماہ لعل و یمن
ذوق کیا اسکو رازداری سے
دل مین ٹھہرائی اپنی یہ تدبیر
سنکے بولی وہ عقل کی باتین
اس سے کچھ اثر وہی رہتی ہے
کیونکہ یہ التجا ہے شہ اور
دو ڈبہ جانے کسی عزت کی
تو پڑے کچھ ملال کی صورت
اسطرح اسکو لا کے زیر نگاہ
وہ ہنر و عمل منگا کرے آدمے
کر دیتے ایسا امر سے فراغ ضرور
تو کرونگی خود ہی مین اسکا فکر
تو کنیز کو شاد خاطر ہو
اگر تو فکر آئے مہ کامل
اور عمل اسکا یون دکھلاوے
پھر سحر آئی ہے اسکی غیرت ماہ
ہوگیا مست لی کی جام کا خواب
الغرض جب سحر ہوئی اظہار
اوٹھا بستر سے وہ ہمایون جاہ
نکلا باہر وہ شاہ والا فر
چھپر کیا ہو کر سلطنت کا کام
یعنی بلوا وزیرزادے کو
کہ کرنے شہ سے تیز ایسے سخن
جسکو کہیے اوسے منگاؤن مین
اسکو بھی تفضل حق سے کردون غنا
تب یہ اوسنے کہے ز راہ شعور
اور اس گل کو ساتھ لیجا دے
اور جا بیٹھ طفل سمجھانے
و باقبال تا مدار جہان
تو یقین ہے یہ خوب غنچہ دہن
کرکے اس ماہ کا ادب آداب
آئی ڈیوڑھی کے خاص پہاٹک پر
عاملان شہر سے ماہر ہے
جتنے کہیے ہون حاضر دربار
الغرض شہ نے اپنا ذاتی کام

اور انہوں زیادہ تر چھیئے
اور قدم اپنے تیز کر جلدی
شہزادہ چوبدار تا بہ سپہر
بعد ازاں اونکو لے کے کی رفتار
اور کہاری کو اک بلا کر کے
محل میں یہہ سنا دے نیک خبر
سنکے وہ در معدن خدمت
کہ حضور آگئے ہیں کوئی حکیم
آکے علمین کے پاس وہ مغرور
تب کہا جاؤ پیش شاہنشاہ
سنکے وہ شخص عقل کا بانی
شاد ہو کر یہہ عرض کرنے لگا
کیوں طلب ہے جناب میں میری
جس پہ انسا ہے حکم عالی کا
یعنی کچھہ کر چلے عمل کا فن
اور کہا ادار میں دونگا
آج شب کو عمل کو دیکھوں گا
بات کہتے ہی جائے اور جائے
کہکے یہہ بولا اب میں جاتا ہوں
اوسنے آداب کر کنارہ کیا
سنتے ہی ایک بار سا کہنے لگے
کچھہ نہیں اور حال غیر تو ہے
اب میرے ساتھہ اسکو کر دیجے
رہے شب بھر میرے مکان پر ماہ
آکے ایسی کرے کہ ہم باتیں
رو کے کچھہ ایسا دل فگار کرے
سنکے دخت وزیر بانی زور
ساتھہ اپنے وہ ماہ لائی ہوں
چند عرصہ میں وہ قمر پیکر
کہ ترپتا ہے وہ مہ انور
گاہ جینے سے اپنے بیزار ہی
سوچتا گاہ وصل کی تدبیر
گاہ آنکھوں سے پر وہ غنچہ دہن
گہ یہہ بکتا تھا جوش وحشت سے
نہ جفا خیف کم کر سکے
ابروں کی کمان حیر ہا سنکے

بس فقط ایک نامور چھپئے
پہونچی کچھہ خانہ ہائے عامل پر
آنکو بلوا کے گہر سے باتدبیر
چند عرصہ میں وہ قمر رخسار
یہہ خبر خوش اثر سنا کر کے
کہ طالب جسکی تھی وہ آئے ہیں
پہونچی بس محل میں بقصد عجلت
سنکے تسلک کہہ تمہید وہ تنہا
لگی سمجھانے اونکو حیلہ وزور
کیونکہ اب آپکی تلاش تھی یہ
آیا پر روئے قلل سجانے
اے شہ خسرواں کرم گستر
جان پڑی عذاب میں میری
سنکے شہ نے کہا کہ نیک انجام
تو منگا دے ہمیں سحر لعل آمن
سنکے یہہ امر ہنس کے کامل فن
اور متوکل وہ سمجھو نگا
گرچہ اقبال شاہ عالی ہے
او سکا سامان ساز لاتا ہوں
اور پھر آکے خاص ڈیوڑھی پر
ڈیوڑھی آئی محل کے پہاتک پر
سنکے بولا وہ شخص نیک نہاد
کچھہ ذرا آکان اوسکے پہر دیکھے
اور تاخیر اوکھہ سے وقت دیکھا
کہ وہ شہ پر کریں اثر باتیں
کہ شہنشاہ دردمند ہو جائیں
بولی اون سے کہ ٹہر وائل شعور
نکلے او سنے قدم بڑھا کر کے
پہونچی گلشن میں آنسکے گہر پر
گاہ بین اضطراب کی باتیں
گاہ کچھہ باغ کی جفا کاری
گاہ زاری گاہ نالاں تہا
شرر عشق گاہ آتش زیر
کیوں دلا اے گل نگار من
تن بدن تو ستم گرینگے وہ
ایکدن یونہیں کام کر نیکلے

سنتے ہی وہ قمر بڑھا جلدی
وہاں ایک نامور کا ڈھونڈھ کر گہر
بیٹھے سب حال کر دیا اظہار
آیا پر ڈیوڑھی فلک آثار
کہا جا جلدی اے شبیہ قمر
کاہر دنیا کا آزمانے ہیں
اور پھر یہہ سنائی بالتعظیم
اوٹھی یہہ کہکے ہاں مبارکباد
جسکے سمجھا چکی وہ عورت ماہ
بخدا صورت معاش تھی سے
آکے آداب شاہ کر کے ادا
چتر سر بیکسان ہنر پرور
کہ ہوئی مجھہ سے کون ایسی خطا
تجھہ سے لینا ہے ایک ذرا سا کام
تجھکو زیر تیشہ ہار میں دونگا
بولا گل آشنا وہ غنچہ دہن
کہ وہ دم میں اوسے اوٹھالاسکے
آپ کہیں یہہ ابھی امر خالی ہے
شاد نے جانے کو اشارہ کیا
اپنے آنے کی دی خبر اندر
ہیلے کہنے لگی کہ خیر تو ہے
سب سخن ٹھیک ہے ہمایون نہاد
کہ وہ چلکے چلے میرے ہمراہ
اسے نزدیک میں میرے ہمراہ
یعنی کچھہ چند خیال زار کرے
اور کل دیکھیں عقلمند ہو جائیں
میں ابھی جاتی اور آتی ہوں
بیٹھی آکے کو منہ چھپا کر کے
دیکھتی کیا ہے وہ قمر رخسار
گاہ کچھہ اپنے خواب کی باتیں
گاہ رو رو کے شکوہ تقدیر
گاہ زخم فراق آلا کہتا
گاہ جلتا تھا حب کی حدت سے
نہ تری قید اہ جاتیں سکے
ہمکو اپنا ہدف بنائیں سکے
جان و دل اختتام کو دیکے

سنکے دخت وزیر شوخ زبان
اوسیہ یہہ اتہام دھرتے ہو
کیون نہیہ جہوٹے کلام کرتے ہو
بولا اے مرہم جراحت آہ
ہون مین لاچار وآہ وزاری سے
بیخودی مین ہوئی قہر اظہار
جبکہ اوسنے سنے یہہ خوش گفتار
ساتھ وہ ماہ خوش ملا کر ہاتھ
بعد ازان یہہ کہا کہ رشک قمر
اوسکے ہمرہ جناب مین جانا
یعنی یون کہنا کروکے ماہ منیر
نہ تو ہمدم رہے نہ ملک یمین
نہ وہ سرور نہ وہ نجوم سپاہ
رہ گیے پاس آہ کے نعرہ
نہ وہ سبزے کے لہلہے تازہ
نہ وہ خوش قمریان نہ وہ شمشاد
کبھی دن اسطرح ہی اوتقدیر
تاک کر خاص فصل باران مین
جہولی پڑی تھی جہولنے کے لیے
اونیہ بیٹھے وہ ماہ گل رخسار
وہ سہانی گہٹاون کا آنا
بہینی بہینی بہوار چہرون پر
ہولی تھی جلوہ دار آنکھو نمین
دست صیاد سے قفس مین ہو
جبکہ سمجھائین طل سجانے
سر جہکانا بہت ای بدر منیر
اسطرح خوب اسکو سمجھا کر
پوری ہوتی ہے انکی فرمایش
جب سحر ہولی کچہہ ذرا اظہار
ساتھ مین لے گئے وہ مہ روشن
اور اچھی طرح سے دعوت کی
ساتھ ہی لے گئے وہ قمر ہجال
یعنی رہ رہ کے یہہ سیمین رخسار
کیا یہہ ظالم دکھا دیا تو نے
اتنے مین شہ کو دی کسی نے خبر
اوسکی صورت مجھے دکھا جلدی

لگی کہنے کہ واہ واہ میان
اوسکو کیا سو دجان کہتے ہو
اوسکا بدنام نام کرتے ہو
ہمسے مت ہو جیے خفا صاحب
ہوا مجبور بیقراری سے
سنکے دخت وزیر نیت و نیاہ
اوٹھا بستر سے وہ قمر رخسار
اوسنے رستہ مین چند کلمہ دور
آج رہنا مکان غافل پر
جاتیے ہی اوس جگہہ پر ای دلنواز
کسی جگہ پر بیٹھا یا او تقدیر
نہ تو دربار خان بنا ہی ہے
نہ وہ گلشن رہا نہ ابر سیاہ
نہ وہ غنچون کہلکہلا نی رہی
نہ چکورون کے قہقہے تازہ
نہ وہ پر پیچ سنبل خمدار
نہ جمع ہوتے تھے ہر ایک لگیر
دہوم مچتی تھی شہ کے گانے کا خمیر
دین و دنیا کو بہولنے کی لیے
اور رستے وہ نزر کے تار وتے
وہ جسینون کا جوش مین گانا
دکہا کرتی تھی یہہ فرا گل سے
بہہ نکلتی بہار آنکہون مین
یہی کہہ کے زار ہوتا تہا
ہوتا تہا موش یوسف ثانی
پہر مکرر نا یہہ ملک کے باتین
لاتا عامل کے پاس سلک گہر
جاؤ لیجاو انکو نیک انجام
لیکے آجاتا تم شہ دربار
آیا شادان بہت مکان کی طرح
رات بہر منت و سماجت کی
آیا دربار بادشاہی مین
یہہ سناتا صدای سینہ فگار
یہی کہہ کہ وہ ماہ روتا تہا
کہ وہ غافل لے آیا رشک قمر
سنتے ہی حکم شاہ عالی کا

خوب یہہ فسق باتین کرتے ہو
یا کہ غم تازہ رور دیتے سے
سنکے یہہ آفتاب چرخ پناہ
معاف کر دیجیے خطا صاحب
جب تو ایسے زبان سے بدگفتار
بولی اوٹھو چلو میرے ہمراہ
اور جلدی سے اوسکے ہوکر ساتھ
خوب سمجہائے بس نہ راہ شعور
مجھکو اوٹھ کے اے گل رعنا
کچھ سنانا صدای سینہ فگار
کہ نہ ماں باپ ہین نہ گل نہ چمن
نہ تو وہ تاج و تخت شاہی ہے
نہ وہ حوضون پہ تیز فوارہ
نہ وہ بلبل کے خوش ترانہ رہے
نہ کنیزین نہ وہ غلام آزاد
نہ تو وا چشم نرگس بیمار
جلسے ہوتے تھے خوش گلستان میز
باغ کی تازہ تازہ شاخو مین
یعنی وہ تختہ خوش جواہر کار
پینگ و شوخ گلعذارون کے
دیتی تھی یہہ بہار چہرون پر
یون مین رہتے تھے فصل بہر جلسے
تا دیتے ہم پر اے بس مین ہوتے
بیتش شہ دل فگار ہوتا تم
لیکر گرین وہ نکاح کی تدبیر
کاٹے دیتی ہون ہجر کی راتین
بولی مین کر چکی ہون فہمایش
پہر یہ دنیا انہین بہت آرام
سنکے یہہ بات ہنس کے کامل فن
لایا اوس گل کو گلستان کے بیچ
صبحکو اوٹھ کے وہ ہمایون فال
یہہ تھا مصروف سر داہی مین
اے فلک حیف کیا کیا تو نے
غم سی جل جل کے جان کہوتا تہا
سنکے شہ نے کہا لے آ جلدی
وہی مخبر بزود تر بلیٹا

اور کی عرض جبہہ سائی سے
جبکا اداب کو وہ رشک قمر
اور دعا دے کہ جبہہ وہ شوخ رنگ
وہ یہ افضال کردگار جہان
بیٹھا جاکر ہدف یہ تیر اپنا
اب ہو عطیات ظل سبحانی
بعد کہہ بہرکے جی میں غم کا غبار
ٹیپو ٹی تاذر بیدر کہان چھپے
کہان چھوٹا شہر یہ سلطان نے
کہان ہاتھون کے توڑے انوریہ
کہان نرگس کی نیم خوابی ہے
کہان پھولون کی وہ مہک تازہ
کہان خوشبو یہ خوش وہ فوارے
کہان وہ بزم منقل یاران کی
کہان تختے وہ مخملش جواہر کار
کہان وہ مینگ گلعذار دون کے
یہہ ملا شگ بہار ساون مین
رخ دیکھا گلعذار ساون مین
جاہتا تھے شراب روسے نکال
یہہ گلون او بہار ساون مین
رخ دلدار یہہ کیا پرزیب
اے صنم انتظار ساون مین
ساقیا ایسی مے پلا مجھکو
دل سے فرقت کا تار ساون مین
تیری نصرت سحاب طبع عظیم
لگا یکبارہ رونے زار قطار
دل مین از حد وہ بیقرار ہوئے
بعد ازان جیدا یہ دل کو نہال
اور راس مہ کے قریب آجلدی
تخت پر لاکے بادل نے حال
اے ہمینا بخش نور دیدہ و دل
لایق حشم ظل سبحانی نے
دل کو کیون بیقرار کرتے ہو
کس لیے شور آہ کرتے ہو
کس لیے دل نڈھال کرتے ہو
ہوئے ہو میرے تم جگر پیوند

طلب نامدار حاضر ہے
بعد ازان جھک کے جلد عالی نے
لگا اسطرح کرنے شہ سے بیان
وہ اقبال و ظل سبحانی
ہو گیا یہ تمام اسیر اپنا
سنتے ہی اس نے سر کو اٹھا
لگا یہہ کہنے وہ بیکار نگار
مجھ سے میرا امین کتنا چھوٹا
کس سے یہ آج ظل سبحانی
کہان گلشن کہان نسیم بہار
کہان سنبل کی پیچ ومالی ہے
کہان شمشاد در لب جو ہی
کہان وہ چاندنی مین سیر تھی
کہان جھولے وہ یاد آتا ہے
کہان انگشت مین وہ شوخ نگار
کہان ابر سیاہ کا آنا
گرچہ بلجائے یار ساون مین
نہین رکھتی ہی چشم تر کی جھڑی
یہہ دل بیقرار ساون مین
جوش وحشت سے جو ہے تمکو
پہنتی ہیں بہو بار ساون مین
دلکو کرے مین جوش ہے اب ہر گا
ہو نہ ہر گز تمہار ساون مین
سید با مست کیسی تیر مژگان کو
خوب ہے قطرہ بار ساون مین
شاہ نے دیکھ یہہ حال عجیب
غم سے اس قدر اشکبار ہوئے
تھام کر اپنا زار غم ماری
گود مین خوش اٹھا لیا جلدی
پہلے تو خوبی سے سمجھایا
نور لعل یمن قمر منزل
اے در تیم کس لیے ہو ملول
کس لیے حال زار کرتے ہو
تبسم کیون محو اشکباری ہو
کیون یہ رنج و ملال کرتے ہو
مجھ کہو اسکو مین کرون گا ادا

شہ نے سنکر او ٹھائی جو مین نظر
کیا اداب شاہ عالی سے
کہ پائدار و کبریاے زمان
وسجاہ و جلال سلطانی
رہے قائم سدا جہان بانی
رو کے پھر روے آسمان دیکھا
میری جان مگر کہان چھوڑی
تازہ باغ و چمن کہان غنچہ
کہان شگفتہ کہان یہ انبر ہین
کہان گلگشت کہان ہی نغمہ ہزار
کہان سبزہ کی خوش لہک تازہ
کہان وہ قمریون کی کوکو ہے
کہان وہ تارکی گلستان کی
کہان وہ زیب پیچ کلاہی کے
کہان مستی وہ نہر تاروان کی
کہان سب یہ یہہ خوش گانا
دیدہ دل مین بیقراری ہے
ہجر وہ غم کا غبار ساون مین
یاربن غمخوار ہمکو دنیا سے
ہو گیا یہ تار ساون مین
ہم بھی کرتے مین اب اتفاق سیر
نغمہ خوش ہزار ساون مین
نہین او بہتا ہی کیا کرین یارب
ہو یہ سفینہ فگار ساون مین
پڑھ کے یہ شعر وہ مہ انوار
اور باتین یہہ سن عجیب و غریب
کہ پہلو سے ہٹ گئی رومال
تخت سے او ترے ظل سبحانی
بس وہ اٹھا کر او سے و نیک خصال
بعد ازان رو کے اوسکو سمجھایا
ہے سزاوار تخت سلطانی
اختر آسمان دل بندی
کیون یہہ غم رشک ماہ کرتے ہو
کس لیے آہ آہ زاری ہے
دل کو رو رو کے ذرا مستمند
جو کہو تم اوسے کرون اظہار

لیکن بھجوا دون باغ بھجوا دون
پہلے دلواؤن فصل بار المن
کہو رہتے ہون زر کے تار رنگے
رشک تو یہہ ہے اے مہ تابان
اُنکے پردہ سے شکستہ جگر
کہا تو تمہارا مہ کو پکتا ہے
بعد ازان باغ والی بارہ دری
جو ہوئی تھی مرے لیے طیار
اُنکو اُس جا پہ رکھ بصد عزت
اور اُس مہ کو ساتھ لیکے چلا
بعد ازان جاکے غسل خانہ مین
لیکے ہاتھون مین تاج سلطانی
پہلے بارہ دری کو سجوایا
اور کنیز و غلام مہ معشر
اُنکو خدمت مین کر دیا موجود
لگا اُس جا پہ رہنے با فرحت
بیطرف تو تھا اسطرح احوال
کیا عامل کو حد سے زیادہ نہال
جھبکہ دولت سے بھر دیا اوسکو
کہانے کو عمر بھر کی فرصت دی
اُسکے ڈیوڑھی کے قرب کچھہ پڑا
زیادہ ہوئے نہ اُون منجمونکا ہجوم
اُنکو بلواکے مجتمع کیا
ہوا داخل محل مین با دل شاد
لگا کہنے کہ اے ہمایون فال
رخ سے ظاہر ہے تاب جاہ و جلال
ہے نہین فرق کچھہ ذرا از تہار
تو گل باغ جانتا ہی ہے
دل مین آئین جان و مضطر سے
لگا کہنے وہ بہ الم گفتار
تب تو یہہ رشک گل کیا مین نے
پہلے کی اوسکی کچھہ ثنا خوانی
اور ہمراہ لیکے اک دستور
گل ضروری ہون حاضر دربار
اونکا نہ آیا باغ بھر دونگا
زیادہ بڑھنا نہ چاہیے یہہ کام

نقل دور رہتو ہمین کچھو تو
کہتے ہواؤن کچھہ نہ مرونگے
پیتیک ہون شوخ گلعذارونکے
یہان تو اب اپنے عمر کاہی ہو
کرکے کچھہ راز تھوڑا سا اظہار
جا اپنین جاکے غسل کروا دے
اُسمین بچھوا دے صاف فرش دری
اور سامان عیش شاہانہ
کیونکہ ان سے ہے اب مری حرمت
جاتے ہی حسب حکم شاہنشاہ
سعی کی اوسکی خوش نہائی مین
اُس قمر کو نہا دیا اُسنے
بعد اُس مہ کو اوسمین ٹھہرایا
کہ جو تشریف لائین ماہتابان کو
تسمین وہ مہ ہوا لگے جو شنود
اور ہر لحظہ وہ وزیر دلگیر
سنیے کچھہ اُس طرف کا تازہ خیال
اور رہ روکے کچھہ وہ اوج نشین
اُنکو مستغنی کردیا اوسکو
بعد ازان اوٹھکے وہ تسمہ جماع
اور پھر اسکے دل مین لونج آ
جو کہ مشہور شخص نامی ہون
دامن حرص مال سے بھرنا
اور بی بی کو خوش بلا کر کے
لایا عامل وہ با نیک خصال
علم و عقل اور لیاقت مین
کھل گئے کچھہ پہ اسکے سب اسرار
پہلے تو اوسنے ای قمر رخسار
اشک خون آئے دیدۂ تر سے
کہ میری جان بیشتر از ہوئی
اوٹھکے اوسکو اوٹھا لیا مینے
پھر اوسے خوب مین نے سمجھایا
کہ بدکا انجام نیک کار ضرور
پوچھہ کر اوسنے کل بصد عجلت
اور اسی سے فراغ کر دونگا
خدا جانے طبع فلک کیا ہو

جھمکتے ہون کہو گلستان مین
کچھہ کہو تو نہین نہ پر جسد کے
اب تمہارے سوا ہی کون یہان
محل تمھارا یہہ تخت شاہی ہے
بولا اپنے وزیر اعظم سے
خلعت فاخرہ بھی پہنا دے
دیے بچھا وہ مسہری نادر کار
پانی کچھہ رکھ کے جام و پیمانہ
اوسنے سنتے ہی تخت کو جو بنا
کیا سامان سارا خاطر خواہ
پھر منگا خلعت مہان بانے
رشک یوسف بنایا اوسنے
بعد کچھہ خادمان غیرت حور
آنکھ سے مایہ حور و غلمان کو
الغرض دل سے یہہ ثمر طلعت
اسکا رہتا تھا جان سے دلگیر
یعنی شہ نے منگاکے دولت و مال
اسکی کرتا تھا بے طرح تحسین
تب اوسے بارگاہ سے رخصت دی
لیکے دستور ایک خوش ہمراہ
اور کچھہ بلا اہل نجوم
اور اس فن مین وہ گرامی ہون
لیکے وہ شہ حمیدہ نہاد
پاس اپنے ذرا بٹھا کرکے
ہے ملا شک وہ ماہ خوش اقبال
خرد و عقل اور سعادت مین
بے شبہہ در بحر شاہی ہے
کہا رو رو کے اپنا وہ احوال
بعد حل کے وہ قمر رخسار
اور خود چشم اشکبار ہوئی
جلد لاکر یہہ تخت سجا نے
شاد رہنے کو باغ بھجوایا
یعنی اہل نجوم کچھہ خوش کار
کو ہی احسن سے خوش ہے ساعت
کیونکہ اے ماہ رشک گل اندام
آج کیا اور کل تلک کیا ہو

وہ محل والیون کی چالا کے
لے چمک جیسے ماہ اور برجیس
کوئی تو منتظم لفیر مالش
غازہ ملواتی تھین کہین کوئی
کوئی بالون کو پھر سے کھلوائی
بالون مین تیل ڈالتی تھی کوئی
بیٹھا وہ دولہن کا خوش ایک جا
دیوڑھیون پر وہ سور درمان کا
اک اک کو پکارتا جلدی
سب کے سب منتظر برات کے تھے
کوئی بولی کہ رات جاتی ہے
کہ ابھی رات ہے بہت زیادہ
کوئی بولا سواری لاؤ جلد
کوئی ہتیار تن پہ سجتا تھا
کوئی طرز روش دکھانے لگا
تب ہوا شور چلنے کا زیادہ
لوگ کرتے تھے انتظام جلوس
جیون چمن کیطرف ہزار چلے
سانڈنی سب سجی تھین مثل عروس
رشک افزائے مجمع خوبان
صورتین جنکی مہ عذارون کی
اور ضیا بخش برق و برجیس
خوشنمائی وہ زر کے تاجون کے
کوس فرقت صدائے نوبت تھی
تن سے دل کو بلائے لیتی تھی
دیکھ کر جنکو ٹوٹے تارہ نگاہ
قرب نوشہ کے یہہ نمائش گاہ
وہ کنول دست جھاڑ سازو منیر
تھی شجر کے شاخون مین
برات وہ یا کہ شب برات لکھون
ساز ارکان مملکت جیسے اسد
جیسون فلک پر ضیا ستارون کے
با ادب دست بستہ تھے ہمراہ ۲۵
جیسے ہو نایب روشنہ گوہر مین
جیسے ہون گرد شمع پروانے
شفقت تو وہ نوشہ کے بر مین

وہ ستم اودی سرخ پیشانی
وہ بدن زیب وہ نگار کئے
کوئی بیخود زیب و آرائش
پان کھا کر کوئی نکلتی تھی
کوئی ہو بافت بیچے لکد ہوائی
وہ ہی ڈرابدار دولہن
گھیر لینا وہ ہر جلیسونکا
پیچ در پردہ خوش گہار وچلے
ہر سواری اور تا جلدی
گر کہین اور باجا بجتا تھا
کوئی بولی برات آتی ہے
جب اودہر نوشہ کا سنگار ہوا
کوئی بولا نشان ڈہا چلا
کوئی پٹکا کمر سے کسنے لگا
کوئی گھوڑا ذرا بڑھانے لگا
سجتے ہی باجے تیز بجنے لگے
قاعدے سے چلا بجائے جلوس
زردیان وہ زر کے تارونکی
چلتی تھین مست صورت طاؤس
ساتھ وہ غول شہسوارونکے
زرہ پان سبکے زر کے تارونکے
آگے آگے وہ ڈنکے ہوئی ہو
خوشنمائی وہ مست ہاتھی کی
شور وہ تیز بوق و قرنا کا
فرق جان کو چھپا کے دیتی تھی
زردیان سرخ وہ بہارونکے
جس سے تعلی تھی قدرت اللہ
بہرے منہ سیہ کے لینون کے
نور وہ پنج شاخون مین
خوش وہ ہمراہی خوش نصیبونکے
زرجہ مین ایک اک سرے کم و کاست
تیغ والے کمر رکیلے جوان
جس طرح ہو قمر ستارہ مین
جیسے ہو بادشاہ محفل مین
جیون سرو پاس حلقہ قمری
جس سے ہو نور چشم پر زمین

جوڑے بہاری بہت نفیس نفیس
زیور ڈر سے یون سنگار کئے
مانگ بھروائی تین کہین کوئی
مسی کوئی لگا رہی تھی
عطر کیوڑا لگاتی تھی کوئے
لایق دید وہ سنگار دولہن
گردشہرہ وہ شوخ نسوان کا
بدحواسی وہ محلدارون کی
گل قربالہ ایسے برات کی تھی
محل مین رعد غل گرجتا تھا
کوئی یون کہتی سنبھلے دلدادہ
اور وہ فیل پر سوار ہوا
کوئی باجا بدستہ سجتا تھا
کوئی مشعلہ کو سر پہ رکھنے لگا
جب ہے سب سوار اور پیادہ
فیل پر عد فلک گرجنے لگے
یون وہ گھوڑ دنکے شہ سوار چلے
وہ چمک سانڈنی سوارون کی
پلٹین جیون صف پری مژگان
وہ پری آگے عہدہ دار ونکے
پیش ماہی مراتب اور علم
دین و دنیا کا ہوش کھوتے ہوئے
جس سے بد مست ساری خلقت تھی
اوسپہ شہنائیون مست صدا
تخت وہ رنڈیون کے تھے ہمراہ
وہ چمک ان پہ مہ عذارون کی
نور کھلتا تھا دیدہ بازو مین
روشنی تیز لالٹینون کے
دن لکھون یا کہ ماہ رات لکھون
وہ صدا دربا نقیبون کی
یون چمک فیل زرنگارون کے
جھنڈی بردار سب رسیلے جوان
جیسے گل حلقۂ ہزارون مین
جیون پری پاس ہومین پروانے
جیسے ہون گرد مہر کبک دری
یعنی تو تازہ زر کے تارے جیسے

اوڑھنیہ تو دہرا ابدار سیسے ۔
اور منڈیل ایک زر دوزی
گہر شاہوار تھا سہرا
صیغہ مین تازہ کار نو الماس
بڑی یکتا ہزار موتی کا
تو خراج ہفت مملکت آجاے
وہ نگہہ اوڑھنیہ مہ جبینون سے
کہ تھے حیران فلک پہ اختر و ماہ
جہانگین سب حورین منہ چھپا کے
ہوگئی مثل روز روشن ذات
اس نفاست کے ساتھ چلتے تھے
الغرض ملک بھر برائی تھتا
یعنی جسکی کہڑے تھے آتش باز
ہوگئے پہ چرخیون پہ آتش زن
گنبشہ بود اک رات جانے مین
ہوگیا در پہ مجمع نسوان
اسطرف شتنش یا قمر نوشتہ
کچھ تو گلرو تھے کچھ سمن رخسار
کیسی وہ پاک انجمن ساری
دو رش پر زلف دام دار بنے
باقی کچھ رنڈیان بہت چیدہ
لگین دکھلانے حسن کا انداز
زر کے تارون پہ عطر کی وہ شمیم
آن گلون کا سنگار وہ تازہ
باقی محفل مین ہر طرف خود بین
باادب اپنی اپنی رتبہ سے
کوئی با صد تمیز چلنے لگا
کوئی اچکنی پہن یا تنتا تھا
یہ تن محفل کیا تھا یہہ انداز
کر نمایش کی جان آئی تھی
اور کچھ شوخ ماہ رشک چمن
وہ بچھائے تھے فرش مخمل کے
کوئی اونکو سنبھل کے دھرتا تھا
حسب پہ صدقہ نافہ تاتار +
آکے محفل مین خوش بلانے لگے
لے کے ہاتھون مین بادلش زرکار

جسکی قیمت نہ آے گنجون مین
کرتی تھی سر پہ رونق افروزی
موتی اسطرح گوشوارہ مین
جسکی قیمت مین جوہری کو ہرن
رک گئے پیچ ہار موتی کا
جو کہ ہر چشم عیب بین باندھے
روشنی پاک وہ نگینون کی
کیا یہہ دیکھہ طرز سامان کا
عرش علیین ہٹا کر کے
ساتھ جو خوش تھے یہ جبین لاکھون
کہ دل نگار پہ ملتے تھے
گھر سے دولھا کی تا مکان دلہن
آئی ڈنکے کی اتنے مین آواز
یان سے وان تک کہا او بگرلا لہ
کہ برات آئے شادی خانہ مین
انتین سب سکے وار دانہ مین
ہوا محفل مین جلوہ گر نوشہ
بیچ مین اونکے جون قمر نوشہ
گلشن نفاست کی کی تھی طیاری
کوئی ممتاز تاج شاہی سے
جن پہ دل آپ ہوے گرویدہ
تن پہ آدرس پیشواز کی وہ غبار
جس پہ آہستہ چلنا باد نسیم
جلسہ انجمن منور تھا
کشتیان لے کے بوسار نمین
لگے دکھلانے اپنا اپنا کام
عطر محفل مین کوئی ملنے لگا
کوئی خوش مٹکے تان دیتی مین
تازہ تر اک مسند زرساز
اوس پہ وہ قمر نوشاہ
گرد انکے ہوئی تھی سایہ فگن
بیچ اوپر سکے جھاڑ فرشی تھے
کوئی آکے کسی کے کرتا تھا
اسکی خوشبو سے جی رہا تھا کوئی
گل رخون کو ہوا کہلانے لگے
کوئی ٹوپی کو مہ ہنسانے لگا

لعل ٹکوائے وہ تر نجو نگین
تازہ تھا زیب مہ قمر چہرہ
جیسے تابش سحر کے تارون مین
اور سر پیچ رخ کا ہالہ تھا
جیسے اک مزر کو گرہ کوئی ابکاے
بازوون پر وہ نورتن باندہے
اسطرح جیسے سجا تھا وہ نوشاہ
دل ملائک کا اور غلمان کا
جبکہ اس طور سے چلی وہ برات
باقی ہمراہ نمایش مین لاکھون
سب مین موجود حسن ذاتی تھا
ایک مشعل سیا تہا نور نگار روشن
سنتے ہی سجگئے سب وہ رشک چمن
کہین پر ماہ اور کہین ہالہ
پھر تو سب اہل محل تھے خندان
سمند بیٹھے سب عروس نکاحین
خوش نمائی سے خوش ہوے دلدار
حسن خوبان سے خوب تر نوشتہ
پیاری پیاری وہ گلعذار بنی
کوئی پیر زیب کج کلاہی سے
آئین محفل مین با سراپا ناز
جس پہ حور و پری کی جان ہو نثار
پیرہن کا ابھار وہ تازہ
منقش پر گلبدن معطر تھا
آکے محفل مین خوش قرینہ سے
جمن محفل وہ گل قمر رخسار
کوئی محفل مین راہ کاٹتا تھا
کوئی مصروف پان دیتے مین
اس نفاست سے خوش لگائی تھی
رونق افروز تھا کنسان ماہ
سیر وہم جہانے دلمین کیا چلکے
باقی کچھ ہوان و فرشتے تھے
اور تمنا کو تیاری خوشبودار
شادمستی مین لیے رہا تھا کوئی
اور کچھ چند مادش پر دار
کوئی رومال کو دبانے لگا

+ وہ نوع اور ساخت مین نرالا تھا +

جبکہ سب انجمن ہوئی شادان
کوئی رومال منہ پہ رکھتا تھا
کوئی بلبل تھا عارض گل مین
کوئی زانو بزانو بیٹھا تھا
کوئی باتون مین واہ کرتا تھا
بالونپر ہاتھ پھیرتا تھا کوئی
یہ غزل چھیڑی یا ہما یون حال
کبھی صورت دکھائے دیوینگے
بستر راہ کو کبھی وہ گل
شمع صورت گھلائے دیوینگے
ہجر مین رات پھر نہ سونے کے
پیالہ شب بلا ہی دیوینگے
بزم خوبان مین ایک دن کی تیغ
روئے گل کو ہٹائے دیوینگے
کیا کرین جاکے اونکی محفل مین
گالیان وہ سنا ہی دیوینگے
ہم بھی عاشق ہین وہ سر نازان
غنچہ دل کھلائی دیوینگے
عاشقون کا نشان مٹانیکو
رحم کہا کر ستا ہی دیوینگے
نیم لطف کی دار کو نہ پھیلاو
قصہ دل سنا ہی دیوینگے
ناگنی زلف سے دلا بچنا
دار پر وہ چڑھا ہی دیوینگے
ہوگئے وہ پاس تیرے اے حضرت
اسطرح گائے مست ہو ہو کر
جبکہ آپہونچا چند وقت پگاہ
اور نوشہ غرض راضی ہوئے
تب بجے باجھا سے سلطنتے
وہ بھدف کے لیئے گہر باندہے
جلد بلوا کے بہیرو ین کے ساز
سم پڑا سا کنان محفل مین
گہر مین نوشہ بلا کے رسوم
کیا لکہون جیسا نور تھا روشن
وہ بہاما تھا لباس دولہن
تازہ تازہ سنگار پہولون کے

تب ہوا اک سے یون نازان
گان پر بیچ کو ادبہارتا تھا
کوئی تھا صید دام کاکل مین
کوئی کرتا تھا گفتگو پیار ری
کوئی چپ سرد آہ کرتا تھا
بعد ازان ایک اوسمین سے اوٹھ کر
ہر دن بزم جشن سے ہو نہال
اپنے نالہ کے زور سے یارو
آب لب سے بجھائے دیوینگے
وصل کی شب مین ہجر کے غم کا غبار
رو دن و در گواہی دیوینگے
اونکے بالون کا ہی یقین نہین
دعا تسبیح پڑھائی دیوینگے
تیر مژگان اگر چڑھا رکھے
آخرش وہ اوٹھائی دیوینگے
اوسکے کوچہ کا رقیبون سے
مفت گردن کٹاہی دیوینگے
جان کر تیغ یار کا رستہ
خاک تربت اوڑاہی دیوینگے
اپنے جوش جنون مین ہم آکر
سینکڑون دل اپنسا ہی دیوینگے
ہان بچائے بچیگا دل ناصح
ورنہ وہ گل دکھا ہی دیوینگے
چاہیے الفت نہین بنا ہین وہ
سخت خفتہ جگا ہی دیوینگے
گویا نغمہ ہے ساتھ باندھے ہوئے
مرغ نے بانگ دی کہ بسم اللہ
تب پڑھا بالطرز نیک نکاح
مہر مین در کرور ممالکتی +
پھر گو پر طایفون کے جمہور
گائے وہ تہنیت بخوش آواز
جتنی وہ گا رہی تھین نو گلفام
وہان بھی کچھ ادا ہوی مرسوم
وہ جتنیا وٹ مین خوش وہ دو کر
پہنی پہنی وہ بوے لباس دولہن
وہ رسوم مین سب کے سب دل شاد

پان پر پان کوئی چکہتا تھا
کوئی ڈوپٹہ قمر سنوارتا تھا
کوئی چشم ستون مین بیٹھا تھا
کوئی مشغول در نظر بازی
صدر نوشہ کو گھیرتا تھا کوئی
آئی محفل مین خوش پری پیکر
رنج و غم سب مٹائے دیوینگے
دل تلک کا ہلائے دیوینگے
جلکے پروانہ یہان تجھے ای شوخ
رو کے اونکو رولائے دیوینگے
حضرت عشق ایک دن اونکو
لے کے دل پھر بہلا ہی دیوینگے
بلبلون کے زمزمہ تا ترہ
دل کہین ہم چھپائے دیوینگے
وصل کے ذکر پر بگڑ کے تیے
ہنسکے وہ بیتشر اٹھا ہی دیوینگے
رحم مین آکے وہ کبھی گل زرد
ٹھوکرین وہ لگا ہی دیوینگے
اپنے بیمار کو کبھی وہ تیغ
قیس کتنے بنا ہی دیوینگے
گر سنیگے کبھی فراغت سے
دام حسن سے بچا ہی دیوینگے
قدر کے دیکھو تین دیکھ مت شمشاد
ہم تو بیشک بنا ہی دیوینگے
الغرض وہ قمر پری پیکر
راگنی اسے ہاتھ باندھے ہوئے
حسب ارشاد بادشاہ جی ہوئے
آیا منزل پہ جبکہ بیٹ نکاح
جن پہ غم تازہ سنحر باندھے
آگے نوشہ کے ایک بار حضور
سب ہوئے شادمان محفل مین
پایا از حد کا مال و زر انعام
منسو ناسیئے جبکہ دولہہ دولہن
سر سے تا پانو تھا نور کا وہ جلوس
سر سے پا تک وہ ہار پہولون کے
ہر طرف نعرہ مبارک باد

اور میر اسے یون کا وہ گانا
اور ہنس ہنس کے بیل کا لینا
دلمین نوشہ کے یہہ دعا ہر بار
کبھی بے خود تھا فرط شادی سی
کہ ابھی وہ کون تھے ہنگام
کہ ہوا شور تہنیت ایک بار
سنکے یہہ بات باطن و سینہ
ہوا جب کوزودتر وا گر
شاہزادہ نے شادمانی سے
کرکے قابو مین نا گئے لٹ کو
دیکھ کر یہہ قمر ہوا دل شاد
کہ سواری ہو جلد تر طیار
پھر تو ہر سمت اشکباری تھی
تر الم وہ چلو چلو کی صدا
چند عرصہ مین ہوکے سینہ فگار
شاد و خرم ہر ایک گھر آیا
جسمین اُس ماہ ستائین ہم
کچھ دیکھائین یہہ داغ سینہ فگار
ظاہرا چند بیقراری کرین
وصل کا ذکر ہم کرین اسطور
یہی کرتا تھا دل سے گفت شنید
کہ ملا یہہ گل گلاب کی صورت
غرق دریاے اضطراب مین ہے
چشم مژگان حسرت دیدار
گہہ تھی مصروف شکرباری مین
گاہ دلمین یہہ مشورہ کرنا
یونہین کچھ دل سے پاس کرلی تھی
اور سلک گہر بھی رخصت مین
وہ بھی اس گل کا رخ چھپائے تھی
خیال آیا جو دیر ہونے کا
سارا سامان عیش سجوانا
دیکھو مین جا کے اُنکو لاتی ہون
چند باتون سے بہلاتے ہین
تو بلا شک وہ شخص ڈرتا ہے
کہ وہ سمجھین نہین اُنکو صیاد
دانہ و دام جب بچھاتے ہین

سمجھتی ہون کا وہ گالیان پانا
کوئی کہتی کہ ننگ تو دیکھیے
کہ دیکھا جلد اے خدا دیدار
کبھی مستی کا جام بھرتا تھا
بر مین جب آئیگا وہ نو گلفام
اتنے مین بولی ایک ماہ شرف
اوٹھ کے لائی قرآن آئینہ
رکھ کے جلدی قرآن و آئینہ
ہو ہم آغوش کامرانی سے
دیکھی اُس رشک ماہ کی صورت
بعد ازان ہنس کے بیٹھا حورنژاد
الغرض نوشہ اوٹھ کے سارے بیچ
اور دولہن بھوا وہ زاری بھی
دل ہر اک کا رولائی دیتی تھی
ہوے نوشہ عروس دونون سوار
دل مین کہتا تھا وہ حمیدہ صفات
پیار کرکے گلے لگاتا ہین ہم
کچھہ کرین ہم بیان غیرت کا
جسسے وہ اشکبار ہی کرین
جس سے وہ ماہ طیش کھانے لگین
اتنے مین سب ہوے عشق پذیر
اُسطرف وہ مہ سراپا نور
زلف بھی ایسی پیچ و تاب مین ہے
کہہ یہان شوق تو ہم آغوشی
گاہ اس ڈر سے اشکباری مین
وصل کا کون زخم کھائیگا
کمسنی کے سبب سے ڈرتی تھی
ہو کے بیہوش اسکی الفت مین
رات آئی تھی پوری ایک پہر
کیا سامان اٹھائے سوتے لگا
بعد ازان اُس قمر کو بلوا کر
اپنے حسب سے اوسے مناتی ہون
ہو کہ اس سے کبھی نہین واقف
دل مین سو پیچ و تاب کرتا ہے
سو طرح کا گمان جاتا ہے
تب کہین صید کو پھنساتے ہین

ہاتھ کو ہاتھ سے دبا دینا
اسطرف بھی ذرا نظر کیجیے
کبھی ہنستا تھا با مرادی سے
کبھی دل مین کلام کرتا تھا
کر رہا تھا وہ دل مین یہہ گفتار
کر دو بدبیر آرسی مصحف
جلد ایک ڈومنی سر خوش اوٹھکر
سر رخ آنچل سی سر کو دبا تب دیا
ہاتھ سے خوش اوٹھا کے گھونگھٹ کو
پائی روشن نباہ کی صورت
اتنے مین شور یہہ مچا ایک بار
لیچلا جب وہ گل کنار کے بیچ
محل بھر مین تمام شور مچا
اسکی خلقت سنائی دیتی تھی
حد سی بے حد جہیز ہاتھ آیا
کہ نہین جلد آے وصل کی رات
ہجر کے حال کچھہ کرین اظہار
کچھہ سنین حال وہ مصیبت کا
جبکہ وہ شاہ ہمسے ہون فی الفور
جب وہ بگڑین تو ہم منانے لگین
دیکھ کر ماہتاب کی صورت
یعنی وہ نو عروس دل مغرور
دلمین کہ آرزوے صحبت یار
وصل کے ڈر سے گاہ خاموشی
گاہ زانو پہ اپنے سر دہرنا
ہمسے یہہ دکھ سہا نہ جائیگا
جتنی تھین خوش شفیق و انیس
ایسے میانہ مین ساتھ آئی تھی
اتنے مین اوٹھی چلے سلک گہر
یعنی اک دیکھ جائے مستانا
بولی بیٹھو یہان میان مہر
کیونکہ وہ خوف چند کھاتے ہین
اسکو ہونا پڑے کہین واقف
اس سے کہتی ہون اے ہمایون زاد
چند مشکل مین ہاتھ آتا ہے
کیسے جلدی سے تیزتر اوٹھ کر

آکے اس گل کے پاس سلک گہر
کس لیے ہو خوش عرصے سے
چشم آہستہ اشک باری ہین
دیکھو کیا خوش فزا ہے گلشن کی
ہر گل تر نیا اور بہار یہ ہے
دیکھو کیا سیت کے آشیانے ہین
کیا صدا قمریون کی آتی تھے
رات یہ ہے ہزار سحرون کے
کیا نکھار ون یہ ہے عروس چمن
دیکھو کیا ہے آج ابر کرم
پھر چھلک اوٹھی گلاب کی پیالی
کھول اگر زلف پاک عنبر بار ہے
دیکھو نرگس کی چشم خوابی کو
دیکھو حضور ین یہ کیا تما قوارہ
آج بیشک ہے لطف بیم نغلی
جس مین از حد کی بیقراری ہو
بعد ہو لطف جام وصلت کا
اک یہ غزل ہے فرصت کی
چمن نے گلعذار کیسے ہو
ہو جو موجود اپنا مد نظر
دور دل کا غبار کیسے ہو
آے تربت پہ کہلکہلاتے ہوے
اسکا پھر رنج و خار کیسے ہو
گر نہ پہنے وہ شوخ تنگ قبا
الچمن تیر بہار کیسے ہو
ہون نہ گلشن مین گرکے شمشاد
دل پہ فرقت کا بار کیسے ہو

بولی اے مہر چرخ زیبائی
دلنشین کتنا ہے جوش عرصہ سے
کون سا دل پہ رنج ہے زیادہ
دھوم ہے چاندنی کے جوبن کی
برگ ہر گل کیا مہکتے ہین
سنو بلبل کے کیا ترانے ہین
دیکھو سیارے کیا چمکتے ہین
کیا ہی پیاری ہوا ہے نہرون کی
کیا ہر ایک شاخ گل کی پہلتی ہین
تعدرش ہین ہو سپہر و جاہ و حشم
تا ازلی جانثار ہوتی ہے
کھول کر چشم نرگس ہمیار
دیکھو شبنم سے خوش نہار ہتے
کیا گئے چاندنی کا سیارہ
کسقدر خوش نما سہری ہے
کہ خوشی گاہ اشک باری ہو
گو نہیں گلعذار ہے صاحب
ہے کسی کشتہ محبت کے
گرچہ گل ہو نہ درمیان چمن
چشم پھر اشکبار کیسے ہو
زندگی ہین تو پاس آئے نہین
اے صنم سو گوار کیسے ہو
ہو صدف کو نہ شوق نیسان کا
واگر میان کا تار کیسے ہو
ہو نہ گر آپنے حسن کا نگران
قمریون کی پکار کیسے ہو
ہو نہ اعجاز شوق بلبل کا

تو گل بوستان رعنائی
تنہا پاتی ہون بیقراری مین
چپکے بیٹھے ہین گردن افتادہ
نور سے آج شب نکھار یہ ہے
مرغ کیا خوش صدا چہکتے ہین
طبع کیا چین دیکھو پاتی تھی
حوض کیا آب سے چھلکتے ہین
کیا لہکتی ہے دیکھو برگ سمن
کیا نسیم بہار چلتی ہین
عرق شبنم اپنے پھر گئی کھاتے
چاندنی بیقرار ہو گئی ہے
دیکھو سنبل کی پیچ تالی کو
دیکھو نہرون پہ سرخ گلدستے
کیا قمر ہے شمع لگن مین جلی
اور نسیم باد صبا پھر رہی ہے
پہلے ہو ذکر چند فرقت کا
سارا ساماں خار ہی صاحب
دل کو حاصل قرار کیسے ہو
نغمہ خوش ہزار کیسے ہو
گر نہ باتین ہون ہجر کی اٹھے
حشر تک انتظار کیسے ہو
جسکا خاطر ہو راحت و آرام
وہ دل آبدار کیسے ہو
گر نہ ساقی ہو بزم رندان مین
تو بتا و سنگار کیسے ہو
رہے حاصل اگر تم اغوش کی
تو گلون کا اور بہار کیسے ہو

بحر عصیان مین غرق ہو نصرت | دیدہ امرزگار کیسے ہو

درد سے یہ غزل سنا کر کے
زینت پاک تخت تاج ارم
اسمین صورت تو بہتری کی ہے
بولی گفتار آپکے ہین بجا
نہ کھلا بد ہزار انسان مین
نام لکھوایا ہے نقابون مین
عشق کا نوش جبکہ جام کیا
شرم رکھی حجاب سے ہمنے

آنسو آنکھون مین ڈبڈبا کر کے
اوج احقر بڑھائیے صاحب
کیونکہ عزت برابری کی ہے
ایک عزت ہو نا مداری کی ہے
خوار ہو کر پری بیابان مین
جب ہوئی حب کی گرم بازاری
غرق دریا مین ننگ و نام کیا
خیال کیجیے اور عذری صاحب

بولی اے اختر سپہر کرم +
با خوشی بیٹھ جائیے صاحب
سنکے یہ وہ پری قمر سیما
وہ بھلا ہمسے خاکسار کی ہے
وا ہوئے خوب بے حجابون مین
جنس وحشت کی کی خریداری
چین لی اضطراب سے ہمنے
کیسی ہوئی برابری صاحب

سنکے ایک بار ہنس کے ذر عدن
کیون ہمین موت کو بنائی ہو
وہ دکھائی نہ عیش سامانی
یہ دکھاتے ہو مکر وفن اپنا
پہلے اُس گل کو خوب نہلایا
جوش حب بھر کے یعنی کعل مین
خوب نہلا سکے گرم پانی سے
اور اس گل کی مدح خوانی کی
دور سب دل کی زنگار ہوئے
گرم کہہ پاک بزم عشرت تھی
پھر ذرا انظر بہ حم ساقی ہو
کیونکہ رندون کو جوش وحشی تھی
غرق تھا بحر بیقراری مین
رنج کہہ غا تمام ... کا
انہی بد الفتی کا بین
سر کو خم کر کے گاہ روتا تھا
دور سے اسکو دیکھتی کیا ہے
بولی اس سے کہ اے حمید جہان
کس لیے بحر اشک جاری ہے
جبکہ فرق آیا مجھ سے خدمت مین
عقدۂ دل صنم دیا ہی نہین
بولا اے در پاک رشک عدن
اونکو اکیفیت سفر نہ ہوئی
بھیس اوری بنا کے ہم نکلے
ہی ہی دل پہ ادھر آئی
میرے عاشق تھے میرے شیدا تھی
وہی اس وقت مجھکو خیال آیا
حال دنیا کا مستقیم نہین
ہمت اپنا ہے الکبرین مخدوم
اشک آنکھون مین ڈبڈبا کر کے
دل مین یاد وطن سے ہمت چلے
آکے بیش بد رنجش ہم نے اب
سنکے وہ شاد ہو کے کچھ لاچار
کردیا ٹھیک ایک ساعت مین
چند عرصہ چلے وہ گل رخسار
آ ہو کی اچنند سرحد کچھ نے

بولی اے شوخ ای کشادہ دہن
جب لیا بر سین ہمکناری کو
اب دکھاتے ہو چاک دامانی
الغرض کہکے اس طرح گفتار
بعد ازان شاد گل سے پہنایا
پاس نور نظر کے آ کر کے
آپ پہنائی شاد مانی سے
جب بہم ہو گئے وہ رشک قمر
دو ہی آرام بہر سے چار ہوئے
انتظار تھی یہی کہ زمستان کی
دبدبے تھم مین جو آتی پائی ہو
ایک دن شب کو وہ شبیہ قمر
سیر تھا آب اشکبار ہی تن
یاد آیا تھا کہ مذاق وطن
تھا نکلنا رنج والدین کبھی
محو زاری تھا یہہ غریب حسن
کہ بلا اختیار روتا سے
چشم کیون اشکبار کرتے ہو
لب پہ کیون زور آہ و زاری کا
مجھکو ظاہر ملال ہو صاحب
راز معشوق سے چھپاتے ہین
دل نہ مرغوب عیش و چین کا ہے
اپنے چلنے کی کچھ خبر نہ ہوئی
نہ تو یان سے خبر گئی صاحب
حال کیا ہوگا ظلل سنبھالی
بار بار مجھکو ساتھ لیتے تھے
انکی فرقت مین کچھ ملال آیا
تنگ عالم ہے آپکے مانند
کس طرح ہون میں جدا محروم
بولی کیون آپ اشک بھرتے ہین
شاد گل غیرت چمن چلیے
دلمین الفت کا جوش بھرنے لگی
لگا کرنے جہیز بستر تیار
فضل خالق سے اوٹھ کے وقت سحر
فضل خالق ہے ایکدن اکبار
دیکھ کر وہ قمر خجستہ نہاد

کس لیے بات کو بڑھا لیے ہو
تب چلے دی نہ خاکساری کو
وہ نہ کہتی ہو خوش چلین اپنا
تازہ منگوا کے پیرہن اکبار
اس طرف اوٹھ گئے وہ قمر روشن
جلد پوشاک نو سنگار کر کے
کیفیت اوس عروس نہانے کی
آگیا کہنہ خوشی مین شام و سحر
گاہ عیش و طرب کی صحبت تھی
گاہ گل گشت ہے گلستان کی
آج سے چند تو یہ شگفتگی سے
یعنی لعل مین [illegible]
کچھ خیال آیا یہ جمالی کا
[illegible] اشتیاق
دل یہ کچھ خیال اور ہوتا تھا
اتنے مین اے شاد ذرہ بدن
جوش الفت سے یہ قمر تمثال
کس لیے دل کو ناکر کیے ہو
ہے یہ حالت وطن کی فرقت سے
... اظہار حال ہو تا
سنکے وہ گل اسیر شوق وطن
کچھ ذرا خیال والدین کا ہے
اونسے صورت چھپا کے ہم نکلے
ایک مدت گذر گئی صاحب
چاہ مین باطن و ہویدا تھے
پھر ہی صورت پہ جان دیتے تھی
کیون چمن مین سلوا ... نہین
زندگی ہے حباب کے مانند
سنکے اس گل نے سر جھکا کر کے
ہم ابھی جا کے ذکر کرتے ہین
کہکے جلدی سے اوٹھی وہ بیتاب
حال تازہ بیان کرنے لگی
سارا سامان اسکی الفت مین
ہو گئے رخصت خوشی خوشی وہ قمر
پیش آیا نموذج وطنی
ہو گئے حد سے کچھ سواد لنشاد

بعد ازان سب سمجھکر وہ غیرت ماہ
جو کرتے تھے نمک خاندانون ہمیشہ
تیرہ بخت تہو سیہ اور روشن
نمک سے کرنے لگے ادب ٹھہرا
آنکے دل شاد بلقیس شاہنشاہ
پاکے آنکھون کا آئینے نور نظر
آنکے شاداب جلیس عبیرا
ہم بغل ہوکے شاہ ماہی سحر
چند ٹھہراکے اُس صنوبر کو
بیاہ کرکے دولہن بھی لائی
کھول دو ہاتھ دُر فشانی کا
اوٹھکے شادی سے دیر کرکیا
آنکے دیوڑھی یہ شاد مانی سحر
بعد ہوون تو محل مین لائی
جبکہ یہہ شور تیز ہونے لگا
غل ہوے تیز شادیانون کے
ہوش باقی نہین و آدم تھا
ہوا کرنے لگین صحبتین گھر گھر
کوئی بے خود تھا مہنت گانو تھا
شاہزادہ نے چند کرکے بیان
جبکہ راضی ہوے وہ دونون
دہوم سرا دن گلونگی شادیکی

ٹھہر کر قریب چند شہر پناہ
پہلے جاکر یہہ کچھہ گہر دیکھ و
الغیاث غلام نعش کر تحسین
ایک المین سے دور لاکر جلدی
دی خبر ہوکے چند دو لیجو اہ
دوڑا اظہار خوش دیکھا یا ہوا
پہینہ کا شادی مین خوب لعل گہر
سارا سامان جلد اٹھوایا
دی خبر شادا دسکی مادر کو
اوٹھکے ای ماہ جلد تر جاؤ
ہی یہہ ہنگام شادمانی کا
چلی تفتہ سان کھلکھلاتی ہوئی
الغرض اسکو کے طبع عالی شے
عنبر و غادم ہر ایک حور نژاد
تخم شادی ہر ایک بونے لگا
دل ہر ایک بیت یہ لوگ کہونے لگے
محو شادی تمام عالم تھا
کوئی باجے نئے بجاتا تھا
کوئی مصروف تھا ترانو نمین
خوب سمجھا وزیرزادے کو
کرگیے موجود ساز عشرت گل
بس قلم روک لے بیان نصرت

بولا پھاٹک کے پاسبانون سے
نخیر ازان شہ کو یہہ خبر دید و
سنتے ہی نام سب وہ پہرے دار
لیکے یہہ خوش اثر خبر جلدی
سنکے وہ تاجور شکستہ کمر
پہونچا انعام و زر لٹاتا ہوا
بعد ازان ملکے اپنی جانی سے
جانکی سے مکان پر لایا
آنکے تخت جان آئے ہین
جانکی سے پہو اوتروا دو
شفقتی وہ قمر تمثال
راہ مین لعل و دُر لٹاتی ہوئی
پہلے تو شکر حق بجا لائی
للکین دیتے اور تھے مبارکباد
کھل گئے تمنہ بڑے خزانون کے
جابجا رقص و رنگ ہونے لگے
فرط عشرت سے روز شام و سحر
کوئی مستی مین خیز گاتا تھا
اسطرف جلد کرگئے تو سامان
کہا نور نظر سے شادی کو
دی خدا پاک بامرادی کی
دیکھہ لی خوبی طبع کی جودت

جسطرح شاد وہ دونو ہوی یارب + اسطرح شاد ہون جہان مین سب

تمت تمام شد

کار من نظام شد

فدوی پال گوبند ولد لالتا پرشاد دیوم کایستہ سری واستو دوسرے ناظر فوجداری اجلاس صاحب سٹی مجسٹریٹ بہادر شہر لکھنؤ زمیندار موضع شریف آباد پرگنہ ستر کہہ تحصیل نواب گنج ضلع بارہ بنکی لقب پانڈیا امونڈہ (قانون گوی)

حال وارد

محلہ مشک گنج قریب پھاٹک گمٹی نمبر ۱-۵-۵-۸ رو بیلگمنڈ اینڈ کمایون ریلوے لکھنؤ متعلقہ لکھنؤ سیٹی اسٹیشن واقع دیوڑہی آغا میر تھانہ وزیر گنج ضلع و شہر لکھنؤ

قطعہ تاریخ

کہی مثنوی خوب سے اے حلیم ۔۔۔ ہے تحریر نادر لطیفے عجیب
سر ہجری عیسوی سنہ کو جان ۔۔۔ طلسم محبت عجیب ۱۳۱۲ م ۱۸۹۴ غریب +

اعلان

کتاب لاجواب مثنوی طلسم محبت عرف مثنوی نگار چین بڑی جانفشانی سے مصنف
کتاب نے طیار کر کے ۵۰۰ جلد چھپوانے کی اجازت فدوی کو عطا فرمائی ہے
مگر استت سری گنگا جی کی جو فدوی کے بزرگان کے پاس موجود تھی وہ اس مر
کتاب ہذا مین شامل کر دی گئی ہے پھر دوسری مرتبہ یہ استت بزبان ا
وناگری مین چھاپی جاویگی۔

جن صاحب کو ضرورت استت کی ہو گی وہ راقم سے علٰحدہ طور سے لیگی
اور اس مرتبہ کتاب ہذا سے ملے گی اور کتاب ہذا صرف ۵۰۰ جلد چھپوانے کے
مجاز ہین۔

جن صاحب کو ضرورت ہو وہ طلب فرماوین۔ مگر طبع کرانے کا قصد نہ فرماوین۔
(نوٹ) جس کتاب پر المشتہر کی مہر و دستخط نہون وہ مال مسروقہ تصور کیا جاویگا۔

المشتہر

بابو بال گوبند ولد منشی لال تا پرشاد ناظر عدالت فوجداری اجلاس صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر شہر لکھنؤ ساکن قصبہ بھتر کہ تحصیل نواب گنج ضلع بارہ بنکی حال وارد کھمرہی مشکت گنج تھانہ
وزیر گنج ضلع لکھنؤ۔

یکم دسمبر ۱۸۹۴ع